عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۱۳
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

- قیامِ پاکستان کی مخالفت
- قائدِ اعظم اور قادیانیت
- ظفر اللہ خان قادیانی وزیرِ خارجہ کی حرکتیں
- مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں مرزائیوں کا حصہ
- پاکستان ائیر فورس مرزائیوں کے شکنجے میں
- جنرل ضیاء الحق کے قتل میں قادیانیوں کا ہاتھ
- یہودیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ
- پاکستان سے کھلم کھلا عداوت
- پاکستان کے پہلے وزیرِ اعظم لیاقت علی خان کا قتل
- تحریکِ ختمِ نبوت ۵۳ء
- ۶۵ء کی جنگ اور قادیانیوں کی چالیں
- ذوالفقار علی بھٹو اور قادیانیت
- بے نظیر بھٹو کو قادیانی اخبار کی کھلی دھمکی
- سندھ کے فسادات اور قادیانی

اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ۔ رونگٹے کھڑے کر دینے والے انکشافات
مسئلہ صرف اتنا نہیں کہ مرزائیوں کے ساتھ ہماری جنگ اور دشمنی مذہب کی حد تک ہے بلکہ یہ جنگ
اب پھیل کر سیاسی اور عسکری حد تک جا پہنچی ہے.
قارئین پڑھیئے اور بار بار پڑھیئے سوچئے اور بار بار سوچئے کہ
اس صورتحال میں ہماری ذمہ داریاں کہاں سے کہاں جا پہنچی ہیں
اُٹھیئے اور ملک و ملت کے ان دشمنوں کو مٹانے کی جدوجہد کو تیز سے تیز تر کر کے
اسلام اور پاکستان کی بقاء کی جنگ میں ہمارا ساتھ دیجیئے۔

علمائے دین کا احترام

مولانا منظور احمد الحسینی

علماء دین کا ادب ضروری ہے

حضرت عبداللہ بن عباس علوم قرآن حاصل کرنے کے لیے سید القراء حضرت ابی بن کعب کے مکان پر جاتے تھے ادب کی وجہ سے دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے تھے حضرت ابی بن کعب کے انتظار میں بیٹھے رہا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ خود تشریف لاتے ایک بار حضرت ابی بن کعب نے کہا کہ آپ دروازہ کھٹکھٹا دیا کریں اس پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے یہ جواب دیا

العالم فی قومہ کالنبی فی امتہ و قد قال اللہ فی حق نبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم

ترجمہ: عالم اپنی قوم میں بمنزلہ نبی کے ہے اپنی امت میں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے حق میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم۔

حضرت ابوعبیدہ فرماتے ہیں میں نے کبھی عالم کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا یہاں تک کہ وہ خود اپنے وقت پر تشریف لے آتے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں میں نے جب سے یہ واقعہ پڑھا ہے اس وقت سے اساتذہ اور مشائخ کے ساتھ میرا یہی معمول ہے (سیرت مصطفیٰ بحوالہ روح المعانی، نصر الباری شرح بخاری ص ۲۰۲، ۲۰۹، ۴۴۳ طبع سورت گجرات انڈیا)

(۲) علماء دین کے ساتھ ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں دلیل اس امر کی یہ ہے کہ ایک دن حضرت ابو الدرداءؓ کو حضورؐ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آگے آگے چل رہے ہیں تو آپ نے تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ تم ایسے شخص کے آگے چلتے ہو جو دنیا اور آخرت میں تم سے بہتر ہے اور فرمایا کہ دنیا میں آفتاب کا طلوع و غروب کسی ایسے شخص پر نہیں ہوا جو انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے افضل و بہتر ہو (معارف بحوالہ روح البیان) اسی لیے علماء نے فرمایا ہے کہ اپنے استاد اور مرشد کے ساتھ بھی یہی ادب ملحوظ رکھنا چاہیے (نصر الباری شرح بخاری ص ۲۱۰، ۲۰۲/۴۴۳)

(۳) ترجمہ: اے ایمان والو! مت کہا کرو لفظ راعنا (راعنا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں راعنا امر کا صیغہ ہے مراعاۃ سے مشتق ہے اور یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں یہ لفظ استعمال کیا کرتے تھے حالانکہ ان کی زبان میں حماقت کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے رعونت سے مشتق کرکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے مخاطب بنا کر یہودی خوش ہوتے اس لیے مسلمانوں کو اس کے استعمال سے روکا گیا ہے (اور) کہا کرو (اس کلمہ کی بجائے) انظرنا ہماری مصلحت پر نظر فرمائیے) اور سنو (جو حکم تم کو دیا جا رہا ہے قبولیت کے کان سے) اور ان کافروں کو سزائے دردناک ہوگی (البقرہ)

یہود از راہ شرارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے راعنا کا لفظ استعمال کرتے تھے اور اپنے محاورہ عبرانی کے لحاظ سے احمق اور چرواہے (العیاذ باللہ) کے معنی لیتے تھے اور مسلمان اچھے معنی کے لحاظ سے یعنی رعایت اس لفظ کو استعمال کرتے تھے یعنی ہماری رعایت فرما کر کلام آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر فرمائیں جو بات ہماری سمجھ میں نہ آئے یا رہ جائے اس کو دوبارہ سمجھا دیں چونکہ مسلمانوں کی سادہ لوحی سے یہودیوں کو شرارت کا موقع مل جاتا تھا اس لیے بندش اور اصلاح کرنی پڑی کہ تم اس لفظ کو بدل کر دوسرا لفظ استعمال کیا کرو۔

اس سے ایک بڑی حکمت کی بات نکل آئی کہ اپنے کسی فعل مباح سے اگر کسی کو برائی اور گناہ کی گنجائش ملتی ہو تو وہ فعل خود اس کے حق میں بھی ناجائز ہو جاتا ہے۔

اس آیت میں ادب فی الخطاب کی تعلیم ہے کہ جو خدام دین ہیں جیسے اساتذہ اور مشائخ وہ بھی اس خطاب میں تابع ہوں گے (کمالین شرح اردو جلالین ص ۱۱۲ ج ۱)

عالم کی بے ادبی صرف منافق ہی کر سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن کی بے ادبی و بے توقیری صرف منافق ہی کر سکتا ہے ایک بوڑھا مسلمان دوسرے عالم تیسرے عادل بادشاہ (طبرانی، زواجر)

جو علماء کی قدر نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) نہیں جو ہمارے بوڑھوں کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالموں کی قدر نہ کرے (مسند احمد، زواجر)

علماء کی توہین کرنے والے کا دل مردہ کر دیا جاتا ہے۔

حافظ حدیث امام ابن عساکر نے فرمایا ہے

اے عزیز! اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں توفیق کامل عطا فرمائیں اور صراط مستقیم کی ہدایت کریں خوب سمجھ لو کہ علماء کے گوشت زہر آلود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یہ عادت معلوم و مشہور ہے کہ علماء کی تنقیص و توہین کرنے والوں کو رسوا کر دیتے ہیں اور جو شخص علماء پر عیب گیری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مرنے سے پہلے دل کی موت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

اس پر مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں۔

علماء کے گوشت زہر آلود ہونے سے اشارہ اس طرف ہے کہ کسی کی غیبت کرنے کو قرآن کریم میں اس کا گوشت کھانا قرار دیا ہے تو جو شخص علماء کرام کی غیبت کرتا ہے وہ گویا ان کا گوشت کھاتا ہے مگر ان کا گوشت زہر آلود ہے جو شخص اس کو کھائے گا اس کا دین تباہ ہو جائے گا اور دل کی موت سے مراد یہ ہے کہ اس میں نیکی بدی بھلائی برائی کا احساس نہ رہے نیکی کو برا اور بدی کو اچھا سمجھنے لگے۔

امام بخاری نے حضرت انسؓ و ابی ہریرہؓ سے ایک حدیث قدسی میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے کسی ولی کی توہین کرتا ہے اس نے گویا مجھے اعلان جنگ دے دیا ایک اور روایت میں ہے کہ میں اس کو اعلان جنگ دیتا ہوں

علماء کی بے ادبی کی سزا سود خور کے برابر

علماء کرام کی بے ادبی کو بہت سے حضرات نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے (زواجر) اور علامہ زرکشی شارح بخاری نے حدیث مذکور کی شرح میں فرمایا ہے کہ اس حدیث میں غور کرو کہ علماء کرام اور اولیاء عظام کی بے ادبی کی سزا سود خور کے برابر کر دی گئی ہے کیونکہ سود خور کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ یعنی سود کھانے والے اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں غیبت و تحقیر کسی شخص کی بھی جائز نہیں مگر جو شخص علماء کے ساتھ ایسا معاملہ کرے وہ سخت غضب الٰہی کا مورد بنتا ہے علماء نے لکھا ہے کہ ایسے شخص کے خاتمہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۱	۲۸ صفر المظفر تا ۴ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۸ اگست تا ۳ ستمبر ۱۹۹۲ء	شمارہ نمبر ۱۳

مدیر مسئول: ـــ عبدالرحمن باوا

اس شمارے میں

۱. علمائے دین کا احترام ـــــــ ۲
۲. نعت شریف ـــــــ ۴
۳. درگاہ بابجی شریف کا واقعہ (اداریہ) ـــــــ ۵
۴. عورت کی عصمت و عفت میں پردے کا کردار ـــــــ ۶
۵. مولانا محمد حسین بہاری ـــــــ ۹
۶. تذکرہ اصحاب رسولؐ ـــــــ ۱۱
۷. مساجد اور ان کے آداب ـــــــ ۱۳
۸. پریس کانفرنس ـــــــ ۱۴
۹. تدوین قرآن اور صحابہؓ ـــــــ ۱۵
۱۰. قادیانیوں کی دہشت گردیاں ـــــــ ۱۷
۱۱. مسیح دجال مرزائے قادیانی ـــــــ ۲۵

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۸۰۰، پاکستان
فون نمبر: 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCK WELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K
PH: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک

سالانہ ـــــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ـــــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ـــــــ ۴۵ روپے
فی پرچہ ـــــــ ۳ روپے

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمن باوا ـــ طابع: سید شاہد حسن ـــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ـــ مقام اشاعت: ۱/۳۰ پرانی نمائش کراچی

نعت شریف

مبارک بقاپوری

دن محمدؐ کے سہارے کٹ گئے
تھے مصائب کے جو بادل چھٹ گئے

تیری آمد ہی سے اے فخرِ رُسلؐ
کفر کے پردے جو تھے سب پھٹ گئے

بیٹیاں گڑتی تھیں زندہ آئے دن
آپؐ آئے تو مظالم گھٹ گئے

سب قبائل ہو گئے شیر و شکر
دُھل گئے دِل میل سب کے کٹ گئے

دہر میں وقعت نہ تھی جن کی وہی
قیصر و کسریٰ کے آگے ڈٹ گئے

کیا بتائیں آپؐ کی رحلت کے بعد
کتنے فرقوں میں مسلماں بٹ گئے

یہ علاقے اور قبیلوں کا فساد
چھوڑ کے رسّی خدا کی بٹ گئے

اے مُبارکؔ کیوں نہ ہوں خوار و زبوں
راہِ ایماں سے مسلماں ہٹ گئے

درگاہ بائیجی شریف کا واقعہ اور سندھ کے بارے میں قادیانی عزائم

ہم نے چند ہفتے قبل درگاہ بائیجی شریف کے سانحہ پر اداریہ سپرد قلم کیا تھا اس میں مبینہ طور پر ڈاکوؤں نے وہاں کے سجادہ نشین سمیت ۱۲ نمازیوں کو شہید کر دیا تھا۔ ان میں سے کچھ کو عین حالت نماز میں شہید کیا کچھ افراد کو وہ اغوا کر کے لے گئے اور باہر جنگل میں لے جا کر نہ صرف شہید کیا بلکہ جن کی داڑھیاں تھیں ان کی داڑھیاں بھی مونڈ ڈالیں۔ اس واقعہ پر پورے ملک میں غم کے آنسو بہائے گئے دلی صدمے کا اظہار کیا گیا حضرت سجادہ نشین مولانا عبدالستار جو انتہائی ملنسار شخصیت کے مالک تھے جن سے لوگوں کو اتنی عقیدت اور محبت تھی کہ ان کی موت کی خبر سن کر تین عقیدت مندوں کو ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ جان کی بازی ہار گئے۔

ہم نے واضح کیا تھا کہ نہ یہ خاندانی رقابت کی وجہ سے ہوا۔ نہ زمین و جائیداد کے تنازعے کی وجہ سے ہوا نہ ہی اس واقعہ کے مجرموں نے لوٹ مار کی اور نہ ہی تاوان کا مطالبہ کیا۔ سوچنے کا مقام ہے کہ جب ایسا نہیں ہوا تو اس واقعہ کے ذمہ دار اور اصل مجرم کون ہیں؟ اور انہوں نے گاؤں میں گھس کر اور پھر اللہ کے گھر مسجد میں یہ موت کا کھیل کیوں کھیلا؟ گناہ گار سے گناہ گار مسلمان اللہ کے گھر مسجد کی بے حرمتی کا تصور بھی نہیں کر سکتا جبکہ درگاہ بائیجی شریف کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

سندھ کی حکومت سے یہ توقع تھی کہ وہ اس سانحہ کا سختی کے ساتھ نوٹس لیتی اور مجرموں کو جلد از جلد گرفتار کر کے انہیں سخت سے سخت سزا دیتی لیکن اس نے ایسا کرنے کے بجائے شہداء کرام کے لئے چند لاکھ روپے معاوضہ کا اعلان کیا جبکہ نئے سجادہ نشین سمیت شہداء کے تمام وارثوں نے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا البتہ یہ کہا کہ یہ رقم کوئی صاحب وصول کر لیں اور اس سانحہ سے مسجد کو جو نقصان پہنچا ہے وہ اس رقم سے مسجد کی دوبارہ تعمیر کرا دے، چند لاکھ روپے معاوضہ ادا کرنا کوئی علاج نہیں ہے اصل علاج یہ ہے کہ حکومت مجرموں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچائے۔ اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو دوبارہ پھر ایسا ہی واقعہ رونما ہو سکتا ہے اصل مسئلہ جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا ہے جس کی طرف سے حکومت سندھ نے آنکھیں موند رکھی ہیں۔

ہم نے اس مسئلہ پر پہلے اداریہ میں بھی اور مندرجہ بالا سطور میں بھی یہ تحریر کیا ہے کہ یہ سانحہ خاندانی رقابت، ذاتی تنازعہ، زمین و جائیداد کا جھگڑا یا اغوا برائے تاوان کا مسئلہ نہیں تھا۔ سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ جب معاملہ یہ نہیں تو اصل مسئلہ کیا ہے اور اس واقعہ کے ذمہ دار کون ہیں؟

اس کا جواب بڑا آسان ہے اور وہ یہ کہ اس واقعہ کے ذمہ دار۔

۱۔ سرکار دو عالم تاجدار ختم نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپ کی ختم نبوت کے منکر ہیں۔

۲۔ جو گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہے اور جنہوں نے ایک غلط کار، مکار اور بد شکل اور بد عقل کو منصب نبوت پر بٹھایا۔

۳۔ جو شرعی اور ملکی قوانین کے لحاظ سے غیر مسلم، زندیق اور مرتد ہیں۔

۴۔ جن کے نزدیک شعائر اللہ کی توہین جرم نہیں اور وہ اسلامی اصطلاحات کا غیر قانونی اور غیر آئینی استعمال کرتے ہیں۔

۵۔ جو متحدہ پاکستان کے مخالف اور اکھنڈ بھارت کے حامی ہی نہیں بلکہ پاکستان کو توڑنا ان کے ایمان کا جزو ہے۔

۶۔ جنہوں نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں نمایاں کردار ادا کیا۔

۷۔ جو انگریز اور یہودیوں کے جاسوس ہیں اور اب ہنود کی بھی جاسوسی کرنے لگے ہیں۔

۸۔ جن کے پیشوا نے بیان دیا کہ سندھ میں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے اس کو پیش گوئی بنانے اور اسے سچا ثابت کرنے کے لئے انہوں نے دہشت گردی اور تخریب کاری کی کارروائیوں کا آغاز کیا۔

باقی صفحہ ۲۰ پر

عورت کی عصمت و عفت کے تحفظ میں پردے کا کردار

رعایت اللہ فاروقی

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کے ساتھ ساتھ کائنات میں موجود ہر مخلوق کو ایک مقام و مرتبہ بھی دیا ہے اور کوئی چیز بے مقصد و بے فائدہ بھی نہیں بنائی پھر جتنے جاندار ہیں ان کی نسل کو جاری رکھنے کی غرض سے تذکیر و تانیث کے دو سلسلے چلائے ہیں مقام اور مرتبے کے اعتبار سے افضلیت و اشرفیت کا اعزاز اللہ رب العزت نے صرف انسان کو دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عقل جیسی نعمت سے نواز کر اچھے اور برے میں تمیز کا ذریعہ اور ترقی کی شاہراہ پر آگے سے آگے بڑھنے کا راستہ فراہم کیا اور پھر اس عقل پر بس نہیں بلکہ دین اور شریعت کی شکل میں اپنی رضا کے طریقے اور دنیا میں رہنے کے آداب بھی سکھائے ہیں ان آداب میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو صرف مردوں سے متعلق ہیں اور کچھ ایسے جو صرف عورتوں کے لیے مخصوص ہیں۔

آداب کے اس گرانقدر ذخیرے کا ایک ہیرا "پردہ" ہے جو صرف اور صرف عورتوں کے لیے مخصوص ہے کیونکہ شیطان کی صورت میں انسانیت کا ایک دشمن بھی کائنات میں موجود ہے جو انسانیت کو تباہ کرنے کے لیے اس کے ایک جزا اس صنف نازک کو استعمال کر سکتا ہے اور کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کی تخلیق کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو ڈیزائن تیار کیا ہے وہ اپنی حیثیت کے اعتبار سے مرد کے لیے پر رغبت ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ زوجین میں محبت رہے اور دنیا کا نظام فطرت کے مطابق چلتا رہے مگر افسوس کہ آج کے مسلمان نے دین اور شریعت کی اس شق کو پس پشت ڈالتے ہوئے عورت کو پردے سے نکال باہر کیا۔

اگرچہ اس جرم کا ارتکاب عورتیں کرتی ہیں مگر اس کے وبال میں مرد اس کے ساتھ برابر کے شریک ہیں کیونکہ اگر ایک باپ نہ چاہے تو اس کی بیٹی بے پردہ نہیں گھوم سکتی ایک بھائی نہ چاہے تو اس کی بہن ماڈل نہیں بن سکتی اور ایک شوہر نہ چاہے تو اس کی بیوی پردے کی دیوار منہدم نہیں کر سکتی اور اس حوالے سے یہ اور بھی باعث شرم ہے کہ تباہی کے اس راستے کا انتخاب ہم نے مغرب کو مدنظر رکھ کر کیا ہے حالانکہ اسلام عورت کو عزت اور عظمت دیتا ہے۔ معاشرے کا ایک بنیادی فرد بناتا ہے مگر اس کے مقابلے میں مغرب نے عورت کی اس بنیادی حیثیت کو ختم کر کے اسے محض ایک "شو پیس" بنا کر رکھ دیا ہے اور اسے ایک ایسا کھلونا بنا دیا ہے جس سے جو چاہے دل بہلائے۔

تاریخ گواہ ہے کہ عیسائی ایک زمانے تک اس امر کی تحقیق اور جستجو میں لگے رہے ہیں کہ آیا عورت میں روح ہے کہ نہیں؟

اور آخر کار یہ فیصلہ صادر کر کے کہ عورتیں روح سے خالی ہیں انہوں نے عورت کی حیثیت کا تعین کیا۔

"مغربیوں کے بڑے بڑے دانشور اور فلاسفر عورت کو شیطان کا ایجنٹ دوزخ کی چوکیدار اور امن کی دشمن قرار دیتے ہوئے نظر آتے ہیں"۔

یہی وجہ ہے کہ جب عورت ان کے ہاں دائرہ انسانیت سے خارج ہوئی تو پھر اس کی حیثیت ایک شو پیس ہی کی ہو کر رہ گئی اور اس شو پیس کو انہوں نے جیسے چاہا استعمال کیا نتیجہ یہ کہ مغرب تہذیب اور کلچر کے حوالے سے تباہی کے اس موڑ پر پہنچ گیا جہاں سے اس کی واپسی ناممکن ہو کر رہ گئی ہے۔

اگر ہم اپنے معاشرے میں بے پردگی کی ترویج کے عمل کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے ہاں ابتداً عورت چار دیواری سے باہر آئی اور جب اسے باہر کی ہوا لگی تو پھر یہ اس برقعے اور چادر سے باہر نکلی جس نے اس کی عصمت و عفت کے گرد ایک حصار قائم کیا ہوا تھا پھر آہستہ آہستہ اس پر فیشن اثر انداز ہوا اور نتیجے کے طور پر فحاشی اور عریانی نے ایسی جڑیں پکڑیں کہ سر شرم سے جھک جاتے ہیں آج مسلمان بیٹی اور بہن کو مغرب کی بے ہودہ تہذیب میں کامیابی نظر آ رہی ہے حالانکہ اسے سوچنا چاہیے کہ اس تہذیب نے مغرب کو کیا دیا؟ سوائے اس کے کہ مغرب کا نوجوان بہن اور بیوی کے فرق کو بھول گیا ہے ماں اور بیٹی کے مقدس رشتے کی چادر کو تار تار کر گیا ہے کیا ہماری مسلمان بہنیں اور بیٹیاں یہ چاہتی ہیں کہ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہو جو آج مغرب میں عورت کے ساتھ ہو رہا ہے

اور پھر آج کے نوجوانوں کی اخلاقی ابتری تو ایسی نہج پر جا رہی ہے کہ اسے پیش نظر رکھ کر ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ

عہ چڑیوں سے کہو شاخ نشیمن سے نہ اتریں
اس دور کا ہر شخص عقابوں کی طرح ہے

اس بے پردگی کے نتیجے میں عورتوں کے اغوا اور زنا جیسے جرائم میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے۔

ایدھی سنٹر کی رپورٹ کے مطابق ایک ماہ میں دو سو اکتالیس کی شرح کے ساتھ نوزائیدہ بچے انہیں موصول ہوتے ہیں اس سے ہمارے معاشرے میں ہونے والے زنا کی شرح کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اور چونکہ ہم نے بے پردگی مغرب کو پیش نظر رکھ کر اختیار کی ہے اس لیے مغرب میں ہونے والی بے ہودگی کی شرح اور اس میں ہونے والے روز افزوں اضافے کا اندازہ لگانے کے لیے کچھ اعداد و شمار پیش خدمت ہیں آکسفورڈ یونیورسٹی جہاں تعلیم حاصل کرنے کے لیے ہمارے نوجوان بشمولیت مرد و زن بڑی محنت اور تگ و دو کرتے ہوئے نظر آتے ہیں وہاں کے بیاسی فیصد طلباء بغیر نکاح کے جنسی تعلقات قائم کرنے کے حق میں ہیں اور اسی یونیورسٹی کی چونتیس فیصد طالبات اعتراف کرتی ہیں کہ وہ کنواری نہیں رہی ہیں اور نہ جانے ایسی طالبات کی تعداد کیا ہوگی جو مرتکب تو ہیں پر معترف نہیں۔

تعلیمی ادارے نوجوانوں کی علمی و اخلاقی تربیت کے مراکز ہوتے ہیں عالمی شہرت کے حامل اس برطانوی تعلیمی ادارے

میں تربیت پانے والوں کی اخلاقی ابتری کا اندازہ لگانے کے لیے مندرجہ بالا اعداد وشمار کافی ہیں۔

اب آیئے یورپ ہی کے ایک ملک فرانس چلتے ہیں ایک سروے کے مطابق ۱۹۸۰ء میں فرانس میں بلا نکاح کے جنسی تعلقات استوار کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد دو لاکھ تیس ہزار تھی جب کہ ۱۹۸۰ء میں یہ تعداد اکیانوے ہزار تھی تو گویا کہ سترہ ہزار تین سو پچھتر کی شرح سے سالانہ اضافہ ہوا اس طرح سے ۱۹۹۱ء میں یہ تعداد تقریباً دو لاکھ بیاسی ہزار ایک سو پچیس ہونی چاہیے جبکہ فرانس کی سالانہ شرح پیدائش سات لاکھ چھیاسٹھ ہزار ہے اب اگر ناجائز طور پر پیدا ہونے والے بچے بھی اس میں رجسٹرڈ ہیں تو پھر اس میں سے دو لاکھ بیاسی ہزار ایک سو پچیس نکال لیے جائیں تو چار لاکھ بیاسی ہزار آٹھ سو پچھتر رہ جاتے ہیں جنہیں ہم نکاح کے ذریعے جنسی تعلقات کا نتیجہ قرار دے سکتے ہیں اب اگر ہم ناجائز بچوں کی شرح پیدائش میں سترہ ہزار تین سو پچھتر کے حساب سے سالانہ اضافہ کرتے چلے جائیں تو ۲۰۰۳ء میں فرانس میں جائز اور ناجائز بچوں کی شرح مساوی ہو جائے گی بلکہ ناجائز بچوں کی شرح کچھ زیادہ ہی ہو گی کیونکہ جائز شرح پیدائش چار لاکھ بیاسی ہزار آٹھ سو پچھتر ہے اگر فیملی پلاننگ کی وجہ سے اس شرح میں اضافہ نہ ہو تو پھر ۲۰۰۳ء میں ناجائز بچوں کی شرح چونکہ چار لاکھ نوے ہزار چار سو پچیس سالانہ ہو گی۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ۲۰۰۳ء کے بعد ناجائز بچوں کی تعداد جائز بچوں کی تعداد سے آگے نکل کر بڑھتی چلی جائے گی اور اگر فرانس اسی طرح قائم رہا تو ۲۰۵۰ء کے بعد فرانس میں پیدا ہونے والے ناجائز بچوں کی شرح اتنی زیادہ ہو جائے گی کہ جائز بچے ان میں آٹے میں نمک کے برابر ہو جائیں گے۔

یورپ کے صرف اس ایک ملک میں معاشرتی تباہی کا ثبوت فراہم کرنے والے یہ اعداد وشمار ہمارے اس طبقے کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں جو تہذیب اور کلچر کے حوالے سے یورپ کی تقلید [illegible] لازمی سمجھتے ہیں، حالانکہ ابھی ہم نے پورے یورپ پر کی جانے والی ریسرچ پیش نہیں کی ورنہ آپ چیخ اٹھیں گے کہ یورپ میں انسان نہیں ڈنگر بستے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تباہ کن صورت حال کیوں پیدا ہوئی چاہے کوئی کتنا ہی انکار کرے مگر اس حقیقت کو نہیں جھٹلایا جاسکتا کہ اس بے ہودگی کی واحد وجہ عورت کا بے پردگی کی حالت میں چار دیواری سے باہر آنا ہے۔

یورپ والے عورت کو بے پردہ کرتے تو یہ صورت حال پیدا ہوتی۔ اور اس کا نقصان صرف یہی نہیں ہوا کہ ناجائز بچے پیدا ہونے لگے اور جنسی جرائم میں اضافہ ہوا بلکہ "ایڈز" جیسے مہلک مرض کی صورت میں عذاب الٰہی بھی مسلط ہوا۔

آج یورپ کے وہ تمام ڈاکٹرز جن پر پورا مغرب فخر کرتا ہے اور جنہوں نے بڑے بڑے مہلک مرضوں کے سیلاب کے آگے بند باندھے ہیں وہ ایڈز کے طوفان کے سدباب میں تادم تحریر ناکام ہیں۔

یورپ کے نہایت کہنہ مشق ڈاکٹروں کا ایک بورڈ بنا کر اسے ایڈز اور اس کے سدباب پہ ریسرچ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی انتہائی عرق ریزی اور مغز ماری کے بعد اس بورڈ نے جو رپورٹ پیش کی اس کا خلاصہ یہ تھا کہ بہترین علاج پرہیز ہے گویا کہ یہ ڈاکٹرز یہ کہہ رہے ہیں کہ ایڈز کو روکنا ہے تو جنسی بے راہ روی ترک کر دی جائے اور جنسی بے راہ روی اس وقت تک ترک نہیں ہو سکتی جب تک عورت کو پردے کے مقدس حصار میں محصور نہ کیا جائے۔ اندازہ لگایئے آج یورپ کا ڈاکٹر وہی بات کہنے پر مجبور ہو گیا ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل ہی قرآن نے کہہ دی تھی۔

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس سے کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں (سورۃ النور پارہ اٹھارہ رکوع ۱۰، آیت نمبر ۳۱)

مگر افسوس کہ ... غیر مسلم تو غیر مسلم خود اس دین اور مذہب کے پیروکاروں نے بھی یہ بات نہ مانی جس نے مندرجہ بالا نسخہ اور دستور بنا کر انسانیت کو تباہی و بربادی سے محفوظ رکھنے کا فارمولا وضع کر دیا تھا۔ یورپ کے دلدادو! اب تو مان لو۔ اب تو یورپ بھی کہنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ بہترین علاج پرہیز ہے۔

کچھ لوگوں کے سروں پر عورتوں کو ان کے حقوق دلوانے کا بھوت سوار ہے حالانکہ انہیں عورتوں کے حقوق سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی بلکہ انہیں تو عورت کی نسوانیت سے غرض ہوتی ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ جب بعض عاقبت نااندیش افراد ہمارے معاشرے میں کسی شریف خاتون کی عزت و آبرو کے ساتھ وحشیانہ کھیل کھیلتے ہیں تو ان لوگوں کی زبانوں کو تالے اور عقل کو بیڑیاں لگ جاتی ہیں پنجاب کے ایک قصبے میں بعض معصوم خواتین کو وہاں کے بااثر افراد نے مارا پیٹا اور برہنہ کر کے سرعام بازار میں گھمایا مگر وہ دن جائے اور یہ آئے خواتین کے حقوق کے وہ تمام نام نہاد محافظ خاموش ہیں۔ آخر کیوں کیا وہ خواتین نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو پھر یہ خاموشی چہ معنی دارد۔ اسی طرح سے بے سہارا خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد ہمارے ہر شہر کے ہر چوراہے پر گداگری کرتے ہوئے نظر آتی ہیں کیا ان کے کوئی حقوق نہیں؟ اگر ہیں تو پھر نسوانی حقوق کے یہ ٹھیکیدار وہ حقوق انہیں دلواتے کیوں نہیں۔

کیا خواتین کے حقوق صرف یہی ہیں جب وہ اپنی عمر کے اس مرحلے سے گزر رہی ہوں جسے جوانی کہتے ہیں تو انہیں بطور سیکرٹری اپنے آفس کی زینت بنا لیا جائے یا انہیں قومی ائیر لائن میں بطور ائیر ہوسٹس رکھ لیا جائے اور یا انہیں بطور ماڈل پیش کیا جائے۔ اور رہی بچاری غریب اور بیوائیں تو انہیں فقط سلائی مشینیں دے کر ٹرخا دیا جائے اور اس میں بھی اصل غرض اپنی پبلسٹی ہو کیونکہ دوسرے روز اخبارات میں تصاویر آ جاتی ہیں کہ حقوق نسواں کے فلاں ٹھیکیدار بیواؤں اور نادار خواتین میں سلائی مشینیں تقسیم کر رہے ہیں آخر وہ کون سا نظام زندگی اور دستور ہے جو بیواؤں کے لیے بطور حقوق صرف ایک عدد سلائی مشین متعین کرتا ہے جس پر عمل کر کے یہ حضرات اپنی ذمہ داریوں سے بزعم خویش نبرد آزما ہو رہے ہیں اور یہی لوگ دبی زبانوں میں یہ پروپیگنڈا کرتے ہوئے نہیں تھکتے کہ اسلام خواتین کو ضروریات زندگی اور معاشرتی امور میں حصہ لینے نہیں دیتا حالانکہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اسلام خواتین کو کاروبار اور ملازمت سے منع نہیں کرتا۔ ہاں! عورت فطری طور پر چونکہ کمزور ہے اس لیے اسلام نے اسے کاروبار اور ملازمت کے بوجھ سے آزاد رکھا ہے یوں کہیے کہ عورت کو اس کے گھر کی داخلی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں اور مرد کو خارجی اور فطرت بھی اس کی متقاضی ہے اگر کوئی خاتون کاروبار یا ملازمت کرنا چاہے تو ایسا کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ خود

شرعی کا کوئی مسئلہ اور دوسرا متاثر نہ ہو اگر اس شرط کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو ایسا کرنے والا خدا تو عنداللہ مجرم ہے۔

وہ ادارے جو خواتین کی فلاح و بہبود کی غرض سے قائم ہیں اگر ان کے ارباب اختیار اپنے کام میں مخلص ہیں تو ان کی خدمت عرض ہے کہ وہ فلاح و بہبود کا یہ عمل اس انداز سے کریں کہ شریعت کا کوئی اصول متاثر نہ ہو اس سلسلے کا ایک سنگین مسئلہ ہمارا مخلوط طرز تعلیم اور طریق ملازمت ہے حکومت وقت کو چاہیے کہ وہ خواتین کے لیے الگ تعلیمی ادارے قائم کرے اور ان تمام پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو جہاں مخلوط نظام تعلیم پر عمل ہو رہا ہے اس بات پر مجبور کرے کہ وہ اپنے اداروں کو صرف لڑکیوں کے لیے اور یا صرف لڑکوں کے لیے مختص کر دیں کیونکہ تعلیمی ادارے مستقبل کے معماروں کی تربیت گاہیں ہوا کرتی ہیں مخلوط نظام تعلیم سے نہ صرف یہ کہ مثبت نتائج حاصل نہیں ہوتے بلکہ اس کے اثرات انتہائی تباہ کن ہوتے ہیں اور اسی طرح بجائے اس کے کہ ہم مخلوط طرز ملازمت اختیار کریں اس سے بہتر یہ ہے کہ ہر ادارے میں خواتین کا ڈیپارٹمنٹ بالکل الگ تھلگ کر لیا جائے اور ایسے انتظامات کر لیے جائیں کہ شعبہ خواتین میں مرد حضرات کا کسی قسم کا عمل دخل نہ ہو اس تجویز پر ان تمام سرکاری نیم سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں عمل ہو سکتا ہے جہاں خواتین بھی بہ حیثیت ملازمت سے منسلک ہیں رہیں غریب و نادار خواتین تو ان کی فلاح و بہبود کے لیے حکومت یا صاحب حیثیت افراد ایسے ادارے قائم کر سکتے ہیں جہاں ان کے لیے آسان اور ہلکے ہنروں کی تربیت و ملازمت کا معقول انتظام ہو

بنیادی طور پر اس کے تین فائدے ہوں گے۔

پہلا تو یہ کہ ان اداروں کی مصنوعات جب مارکیٹ میں پہنچ کر فروخت ہوں گی تو یقیناً اس کا منافع بھی آئے گا جس کا ایسے اداروں کے مالکان کو کاروباری فائدہ ہوگا۔ اور ان کا لگایا ہوا سرمایہ بے کار نہیں بلکہ ثمر آور ہوگا دوسرا فائدہ یہ کہ نادار خواتین کو ملازمت کے مواقع فراہم کرنے پر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اجر و ثواب بھی ملے گا۔ جو ایک مسلمان کی سب سے اہم ترین ضرورت اور متاع آخرت ہے تیسرا فائدہ ان خواتین کو ہوگا کہ ان اداروں کی بدولت ان کو باعزت طور پر معاشرے کا ممبر بننے کا موقع ملے گا۔

اب آئیے اس مسئلے کی جانب کہ شرعی پردہ کیا ہے؟

شریعت محمدیہ عورت کو ہر اس مرد سے پردے کا حکم دیتی ہے جو اس کا محرم نہ ہو اور محرم ہر اس رشتے دار کو کہتے ہیں کہ جس سے اس عورت کا نکاح حرام ہو۔ محرم کے ذیل میں مندرجہ ذیل رشتہ دار آتے ہیں باپ، بیٹا بھائی، چچا، ماموں دادا، نانا، سوتیلا باپ، ماں شریک بھائی رضاعی بھائی خسر بھتیجا، بھانجا یہ بات مد نظر رکھنی چاہیے کہ چہرہ، ہاتھ اور پاؤں یہ عورت کے وہ اعضاء ہیں کہ ان کے علاوہ باقی پورا جسم محرموں سے چھپانا ہر مسلمان عورت پر واجب ہے جب کہ نامحرموں سے پورا جسم بشمول مندرجہ تینوں اعضاء کے چھپانا واجب ہے یاد رکھیے ایسا باریک پہن کر محرموں کے سامنے آنے کی اجازت بھی شریعت نہیں دیتی * جس میں سے بوجہ باریکی کے یا بوجہ چست ہونے کے نسوانی اعضاء اور جسم ظاہر ہو رہا ہو۔ اسی طرح ہماری بعض بہنیں برقعے کا استعمال اس طور پر کرتی ہیں کہ نقاب چہرے پہ اس طرح سے لپیٹا ہوا ہوتا ہے کہ آنکھیں اس میں سے جھانک رہی ہوتی ہیں یعنی آنکھوں کو نہیں چھپایا جاتا ایسی بہنوں کی خدمت میں نہایت معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ نقاب کے حصار میں سے جھانکتی ہوئی ان کی وہ آنکھیں ہی تو قیامت ڈھاتی ہیں پھر پردے کا کیا فائدہ ہوا؟ محرموں سے پورا چہرہ چھپانے کا حکم ہے کیا یہ آنکھیں چہرے میں شامل نہیں ہیں؟ اگر ہماری ایسی بہنیں کسی غلط فہمی کا شکار ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ اسے ختم کرتے ہوئے یا تو نقاب کو پورے چہرے پر لٹکا لیا کریں یا نقاب کو اسی کیفیت پر رکھیں مگر ساتھ ہی ساتھ سیاہ شیشوں والے چشمے کا استعمال بھی کریں جیسا کہ ہماری بعض بہنیں کرتی ہیں تاکہ پردہ بھی پورا ہو اور مقصد بھی فوت نہ ہو۔

یہ ذمہ داری صرف عورتوں ہی پہ نہیں کہ وہ خود پردے کا اہتمام کریں بلکہ مرد حضرات کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے گھرانے کی خواتین سے پردہ کرائیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ یہ مرد حضرات کی نادانی ہی کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنی خواتین کو غیروں کی تسکین نفس کے لیے بے پردہ گھومنے کی اجازت دیتے ہوئے ہیں۔ ورنہ غیرت ایمانی و قومی تو اس بات کی اجازت کسی مرد کو نہیں دیتی کہ اس کے گھر کی خواتین بے پردہ گھومیں پھریں اکبر الہ آبادی جو معاشرے کی نبض پہ ہاتھ رکھ کر مرض کی درست تشخیص اور اس کے علاج میں شعراء کے طبقے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے وہ بھی کیا خوب کہتے ہیں کہ

بے پردہ جو نظر آئیں کل چند بی بیاں
اکبر غیرت قومی سے گڑھ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

بقیہ: قادیانی دہشت گرد

میں کرائے کے ایجنٹ پاکستان میں بھیج رہا ہے ہفت روزہ ختم نبوت جلد ۵ شمارہ ۱۳) میں اردو ڈائجسٹ نے اپنے ماہنامہ اکتوبر ۱۹۸۲ء کے شمارہ میں انکشاف کرتے ہوئے لکھا تھا کہ کابل میں تخریب کاروں کے جتھے تیار کرنے والا مقصود حنیف نامی شخص قادیانی ہے ان کڑیوں کو اگر ملایا جائے تو ایک ناقابل یقین صورت سامنے آتی ہے جو قادیانیوں کی دہشت گردی پر منتج ہوتی ہے گویا ملک عزیز میں جو سینکڑوں قیامت خیز دھماکے ہوئے ہیں اور ان تخریب کارانہ وارداتوں میں جو ہزاروں افراد لقمہ اجل بنے ان کی موت کے ذمہ دار بھی قادیانی دہشت گرد ہی ہیں ثبوت ملاحظہ کیجئے۔ رمضان المبارک میں نماز فجر کے بعد سکھر (سندھ) میں قادیانیوں کا ایک مسجد پر بموں سے حملہ کرنا اور جنازہ کو آگ لگانے کا واقعہ خادم حرمین شریفین شاہ فیصل کی شہادت پر قادیانیوں کی لن ترانیاں کہوٹہ پلانٹ کے راز کا افشا کرنا جڑانوالہ میں مرزائیوں کا پولیس پر پتھراؤ، قادیان میں مرزائیوں کا غیر احمدیوں مسلمانوں سے بائیکاٹ ان پر ظلم و ستم کی داستان جو خواجہ عبدالحمید بٹ صاحب نے اپنی کتاب فرقہ احمدیہ کا ماضی اور مستقبل میں لکھا ہے یہ اور بہت اس کے علاوہ ہے جسے قلمبند کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے اور پھر بھی قادیانیت کی دہشت گردی کی مکمل طور پر نوک قلم تک نہیں لایا جا سکتا بلاشبہ قادیانیت سر تا پیر کو شر سے بدلنے اور منافقت کی تاریخ ہے

وبئس للظالمین بدلا (القرآن)

ترجمہ: اور برا ہے واسطے ظالموں کے ٹھکانہ

شیخ المعقول والمنقول

مولانا محمد حسین بہاری

ابوحذیفہ شفیق احمد بستوی

تاریخ رجال کی سماعت و قراءت میں مجھکو بہت کم ایسے لوگ نظر آئے ہیں، جن کو دینی علوم کی خصوصیت حاصل ہوئی ہو اور ان کا تذکرہ انفرادی حیثیت سے کیا جاتا ہو۔ ان چند خوش نصیب لوگوں سب سے پہلے حافظ الحدیث والقرآن صحابی جلیل القدر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا جا سکتا ہے جو خود اپنی زبانی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہﷺ میں آپ سے بہت سی روایات سنتا ہوں لیکن حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے فوراً یہ روایات بھول جاتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چادر بچھاؤ! میں نے اپنی چادر بچھا دی آپؐ نے کچھ وقفہ کے بعد فرمایا کہ اس چادر کو ابھی لپیٹ کر سینے سے لگاؤ! میں چادر کو اپنے سینے سے لگایا پھر اس کے بعد میں کوئی روایت نہیں بھولا۔ (رفاع ابوہریرہؓ صفحہ ۹۵ بحوالہ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۰۵)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے دونوں ہاتھوں سے لپ لے کر اس چادر میں دیا پھر فرمایا کہ اس کو لپیٹ کر سینے سے لگاؤ! میں نے سینے سے لگایا اس کے بعد سے میں کوئی چیز نہیں بھولا۔ (رفاع ابوہریرہؓ صفحہ ۹۵)

اور پھر تمام صحابہ کرامؓ میں حضرت ابوہریرہؓ کی علمی شخصیت کس درجہ مقبول ہوئی وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہم نے شرح تہذیب پڑھتے ہوئے اپنے استاذ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ سے صاحب تہذیب المنطق امام المعقولات الشیخ سعدالدین تفتازانی (۷۲۲ھ۔۷۹۱ھ) کے بارے میں سنا تھا کہ وہ زمانہ طالب علمی میں بڑے کند ذہن تھے ان کے درسی ساتھی ہمیشہ ان کو مزاحیہ جملوں اور فقروں سے مخاطب کیا کرتے تھے۔ مگر وہ تھے کہ بس اپنی پڑھائی کی دھن میں لگے رہتے تھے چاہے کتاب کچھ بھی سمجھ میں نہ آئے۔ اور برابر اللہ پاک کے حضور وہ رو رو کر دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اور کبھی مایوس نہیں ہوئے۔ چنانچہ ایک رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ دروازے پر دستک ہو رہی ہے۔ تو اٹھ کے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں؛ کہتے ہیں کہ میں باادب کھڑا ہو گیا۔ حکم ہوا سعدالدین! اپنا منہ کھولو! میں نے اپنا منہ کھول دیا۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اپنے دہن مبارک میں داخل کی اور لعاب مبارک لے کر میرے منہ میں لگا دیا۔ اور فرمایا کہ جاؤ کامیاب رہو گے۔ علامہ تفتازانی کی زندگی اسی دن سے بدل گئی۔ درسگاہ میں اساتذہ کی تقاریر نہ صرف اچھی طرح سمجھنے لگے بلکہ اشکالات بھی کرنے لگے۔ طلبہ یہ دیکھ کر حیران ہونے لگے کہ سعدالدین کو اب کیا ہو گیا ہے کہ اسباق میں اشکالات کرنے لگا۔ مگر اساتذہ بھی اہل بصیرت تھے وہ اس معاملہ کو سمجھ گئے تھے اس لئے اساتذہ بھی ان کو قدر کی نگاہوں سے دیکھنے لگے!

اسی سے ملتا جلتا مگر کچھ حیرت انگیز واقعہ استاذ مرحوم علامہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بھی پیش آیا۔ جو حضرت نے خود اپنی زبانی سنایا؛ حضرت نے فرمایا میں مظاہر علوم سہارنپور میں ھدایہ وغیرہ کتابیں پڑھتا تھا۔ سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا۔ ذہن بہت کمزور تھا۔ جو کچھ پڑھتا تھا دوبارہ جب مطالعہ کرتا تھا تو پتہ نہیں چلتا تھا کہ یہ پڑھا ہوا ہے۔ میں بہت پریشان رہا کرتا تھا۔ کیونکہ ابتدائی درس نظامی سے لیکر جتنا بھی پڑھا تھا سب پڑھا غیر پڑھا برابر تھا اب جوں جوں بڑی کتابیں سامنے آ رہی تھیں احساس بڑھتا جا رہا تھا کہ چند سالوں میں مولوی بن جاؤں گا مگر آتا جاتا کچھ نہیں تو اس پڑھنے سے ان پڑھ رہنا ہی بہتر تھا۔ کمتری و کہتری کے احساسات کبھی کبھی ذہن کو جھٹکے دیتے تھے اور میں دل برداشتہ ہو کر رونے لگتا۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ہدایہ لے کر مظاہر علوم کی مسجد کے ایک ستون سے ٹیک لگائے بیٹھا مطالعہ کر رہا تھا ایک صفحہ کو شروع سے آخر تک سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرتا اور صفحہ مکمل کر لیتا پھر دوبارہ اسی صفحہ پر نظر ثانی کرتا تو سارا مطالعہ بھول چکا ہوتا تھا اور کچھ بھی سمجھ میں نہ آتا۔ اس کشمکش میں پڑا میں سوچنے لگا یا اللہ میری اس پڑھائی کا کیا فائدہ ہے؟ یہ سوچتے ہوئے میری نگاہ کتاب کے صفحے پر مرکوز تھی۔ دل اضطراب و یاس سے لبریز اور احساس کمتری سے طبیعت بوجھل ہو رہی تھی اپنے گرد و پیش کا کچھ خیال نہ تھا اچانک دیکھا کہ ایک آگ کا شعلہ کتاب کے اوپر سے اٹھا اور آسمان کی طرف بلند ہونے لگا میری نگاہیں طبعی طور پر اس شعلہ پر مرکوز ہو گئیں میں دیکھتا رہا وہ شعلہ بلند ہوتا رہا ہوتے ہوتے وہ شعلہ انتہائی بلندی تک جا کر میری نگاہوں سے تقریباً اوجھل ہو گیا کافی دیر گذرنے کے بعد میں نے واپس کتاب پر نظر ڈالی کہیں جلی تو نہیں؟ دیکھا کہ کتاب محفوظ ہے۔ میں پھر مطالعہ میں لگ گیا اب وہی کتاب مجھے اچھی طرح سمجھ میں آ رہی تھی۔ دہرایا تو ازبر ہونے لگی۔ اس واقعہ کے بعد سے میرے ذہن کی گرہ اللہ رب العزت نے اس طرح کھول دی کہ منطق و فلسفہ کی پیچیدہ سے پیچیدہ ترین گتھیاں سمجھ میں آنے لگیں۔

یہ حقیقت ہے کہ دار العلوم دیوبند میں طلبہ و اساتذہ کے درمیان حضرت رحمہ اللہ کو امام المنطق والفلسفہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ میانہ قد۔ ہلکے جسم کے۔ سادہ لباس۔ شگفتہ مزاج اور متواضع طبیعت کے انسان تھے۔ نوے سال کی عمر میں بھی سیاہ و سفید ڈاڑھی اور بلا عینک کتابوں کا مسلسل مطالعہ اور چھڑی کے سہارے چل کر پنج وقتہ نمازوں میں صف اول کی پابندی آپ کی علامت تھی علوم عقلیہ منطق، فلسفہ اور علم الکلام میں تبحر آپ کا خصوصی امتیاز تھا۔

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے فروری کے شمارہ میں حضرت رحمہ اللہ کے انتقال کی خبر دیکھ کر دل کو بڑا کرب انگیز صدمہ لگا۔ زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون کے کلمات جاری ہو گئے۔ مگر ایسا لگتا ہے جیسے آج بھی حضرت رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اور

پردۂ ذہن پر حضرت کی تصویر بار بار عیاں ہوتی ہے لیکن

سہ کر تسلی ہو مگر گرویدۂ تقریر کو۔

پیدائش و تعلیم و تربیت

حضرت رحمہ اللہ تقریباً ۱۳۲۱ھ میں ضلع ستہابڑھی صوبہ بہار (بھارت) کے ایک دیہات میں پیدا ہوگئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم موضع بسیہا ضلع ستہیابڑھی میں حاصل کی اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ ڈھاکہ ضلع مشرقی چمپارن میں تعلیم حاصل کی پھر وطن سے دور جاکر دارالعلوم مئو ضلع اعظم گڑھ میں داخلہ لیا اور وہاں مختصر المعانی تک کی تعلیم حاصل کی پھر ایک سال سنبھل میں تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں مظاہر علوم سہارنپور تشریف لے گئے جہاں ہدایہ اولین تک کی تعلیم حاصل کی۔ اور پھر تعلیمی مراحل کی تکمیل کے لئے آپ ازہر ہند دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے جہاں سے آپ نے سند فراغت حاصل کی۔ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند شمارہ فروری ۱۹۹۲ء)

آپؒ کے اساتذہ کرام

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تعلیمی مراحل میں بہت سے جید و فاضل علماء سے استفادہ کیا ہم یہاں چند مشاہیر اساتذہ کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب نعمانیؒ۔ (۱) محدث عصر مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہ۔ (۳) حضرت مولانا کریم بخش سنبھلیؒ۔ (۴) شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (۵) جامع المعقول و المنقول حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ (۶) شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علی صاحبؒ (۷) حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ (۸) حضرت شیخ التفسیر و الحدیث مولانا ادریس کاندھلویؒ (۹) جامع العلوم حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب سہارنپوریؒ۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ۔

تدریس و علمی خدمات

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اسی سال سے مدرسہ شاہ بہلول سہارنپور میں تدریسی سلسلہ کا آغاز کیا۔ ایک سال یہاں تدریس کرنے کے بعد مدرسہ اشرفیہ راندیر ضلع سورت صوبہ گجرات چلے گئے وہاں دو سال تک مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھاتے رہے اس کے بعد مدرسہ صدیقیہ چھاتک جشن خان دہلی کی مسند تدریس پر فائز ہوئے اور پوری جد و جہد کے ساتھ بڑی کامیابی سے مسلسل چودہ برس تک تدریس کے فرائض انجام دیئے اور اس کے نتیجہ آپ کے علمی جوہر کھل کر آئے اور یہیں سے آپ کے مربی و مشفق اساتذہ نے دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات کے لئے بلوالیا۔ اس طرح ۱۹۴۸ء میں آپ بحیثیت مدرس دارالعلوم دیوبند تشریف لے آئے۔ اور مسلسل ۵۴ سال تک دارالعلوم میں پڑھاتے رہے۔ آپ کا خصوصی فن تو معقولات تھا مگر آپ نے تدریسی سلسلے کا آغاز حدیث کی کتابوں سے کیا تھا اسی طرح آخر میں بیس بائیس سال سے تا بقائے حیات حدیث کی کتابیں حضرت سے متعلق رہیں چنانچہ راقم الحروف نے حضرت کے قدموں میں بیٹھ کر ابوداؤد شریف مکمل اور مؤطا امام مالک پڑھی ہے۔

آپ کی تدریسی تقاریر بہت مختصر مگر جامع ہوا کرتی تھیں چنانچہ ایک مرتبہ فرمانے لگے "ہم نے تو حضرت علامہ بلیاویؒ کی جوتیاں سیدھی کی ہیں یہ انہی کی برکت ہے جو کچھ ہے اور ہم اپنی تدریس میں بھی حضرت ہی کے اسلوب کو پسند کرتے ہیں" جیسا کہ مشہور ہے کہ علامہ بلیاویؒ کی تقریر اتنی نپی تلی ہوتی تھی کہ مقصد سے زائد کوئی لفظ نہیں بولتے تھے!

حضرت کے تلامذہ

یوں تو حضرتؒ کی روحانی اولاد کی تعداد بشمار سے باہر ہے کیونکہ راقم الحروف نے جس سال حضرت سے ابوداؤد پڑھی ہے اس سال صرف دورۂ حدیث میں ساڑھے سات سو کے قریب طلبہ تھے جبکہ دورہ کے علاوہ دیگر اسباق بھی حضرت سے متعلق تھے۔ تاہم حضرت کے مشہور تلامذہ میں جن کا نام لیا جاسکتا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت قاضی القضاۃ مولانا مجاہد الاسلام صاحب مدظلہٗ۔ (۲) مناظر اسلام مولانا محمد طاہر گیاوی۔ (۳) محدث کبیر مولانا سعید احمد پالنپوری (۴) حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ (۵) حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری مدظلہ (۶) مولانا عبدالرؤف افغانی (۷) مولانا خالد حسین بلیاوی اور ان کے علاوہ بہت سے ہیں جن کا شمار اس مختصر تحریر میں مشکل ہے

خصائل و معمولات

جب راقم الحروف دورہ حدیث کا طالب علم تھا تو دورہ کے طلبہ کی نمائندگی کی نسبت سے اساتذہ سے یک گونہ قرب کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اس وجہ سے حضرت مرحوم کو بھی قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود سردی گرمی کا امتیاز کیے بغیر آپ کو ہمیشہ مسنون طریقہ پر وضو اور نماز کی تیاری کرتے دیکھا ہے۔ بعض کبھی وضو کراتے ہوئے یا مسجد کی طرف ساتھ جاتے ہوئے کوئی مسئلہ یا حدیث کی توجیہ یا اشکال دریافت کرنے کا اتفاق ہوتا تو حضرت بڑا حل جواب عنایت فرمادیا کرتے تھے۔ بارش ہو دھوپ ہو سردی ہو یا گرمی آپ ہمیشہ اذان ہوتے ہی مسجد کے لئے روانہ ہو جاتے تھے اور ہر نماز تکبیر اولیٰ کے ساتھ پہلی صف کی پابندی سے پڑھتے تھے۔ اوراد و وظائف اور تسبیحات کا معمول صبح و شام کا برابر جاری رہا۔

ایک دفعہ آپ کے کمرے پر حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ تشریف لائے تو آپ نے کھڑے ہو کر استقبال کیا اور جانے لگے تب بھی بڑے احترام سے رخصت کیا۔ پھر مجھ سے کہنے لگے۔ "دو کہ ارشد ہے تو میرا شاگرد مگر احترام اس لئے بھی ملحوظ رکھتا ہوں کہ میرا مخدوم زادہ ہے" یعنی حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ میرے مخدوم تھے۔

حضرتؒ طلبہ کے حق میں بہت ہی شفیق مگر سنجیدہ تھے۔ کبھی کبھی خوش طبعی کا اظہار فرماتے ہوئے دوران درس علمی و معاشرتی۔ لطیفے بھی سنادیا کرتے تھے۔ دورۂ حدیث کے اساتذہ میں آپ واحد استاذ تھے جو اپنی چھڑی سے کبھی دورۂ حدیث کے طلبہ کی خاطر تواضع بڑے ہی مشفقانہ انداز میں فرماتے۔ جسے طلبہ اپنے لئے فخر سمجھتے تھے۔ قال ابوداؤد کی پر مغز و جامع تشریح علمی حلقوں میں آپ کی علامت بن چکی تھی آپؒ کے تصور پر دل سے یہی آواز نکلتی ہے۔

اب کہاں وہ شوق رہ پیمائی صحرائے علم!!!

تیرے دم سے تھا ہمارے سر میں بھی سودائے علم!

حضرت کی زندگی یوں تو علمی و عملی مجاہدوں سے بھرپور ہے آپ کی دعاؤں پر طلبہ کو بڑا یقین رہتا تھا چنانچہ یہ مشاہدہ بھی ہوا کہ جس سے راضی ہو کر آپ نے دعا کی اس کا کام پورا ہوگیا۔

باقی صفحہ ۲۰ پر

تذکرہ اصحابِ رسولؐ

محمد اسماعیل گوئنگی، مانسہرہ

حضرت ابوبکرؓ کو اللہ کا سلام

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف رکھتے تھے اور آپ کے پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ اور اس کمبل کو ایک کانٹے سے جوڑا ہوا تھا۔ یکایک حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پہنچایا اور کہا اے محمدؐ یہ کیا بات ہے کہ ابوبکرؓ کو میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے کمبل اوڑھ رکھا ہے اور سینے پر بجائے گھنڈی کے کانٹا لگا رکھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل ابوبکرؓ نے اپنا تمام مال میرے لئے خرچ کر دیا۔ حضرت جبریل نے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابوبکرؓ کو سلام کہیے اور ابوبکرؓ سے فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے کہ تم فقر اور مفلسی میں اس سے راضی ہو یا رنجیدہ ہو۔ ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اس پیام کو سن کر رو پڑے اور فرمایا کیا میں اپنے رب سے ناراض ہو سکتا ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

(معالم التنزیل للبغوی بحوالہ اللہ کی باتیں ص ۱۱۵)

صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے میں نے اپنے رب سے اپنے اصحاب کے باہمی اختلاف کے متعلق سوال کیا تو مجھ پر وحی کی گئی اے محمدؐ تمہارے اصحاب میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی مانند ہیں کہ بعض بعض سے زیادہ نورانی ہیں مگر نور سب میں ہے پس جس شخص نے ان کے اختلاف میں سے کچھ بھی جس پر وہ ہوں کچھ لے لیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب تاروں کی مانند ہیں ان میں سے تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت حاصل کرو گے۔

(رزین بحوالہ اللہ کی باتیں ص ۱۸۲)

چار یارؓ کی نسبت

حضرت جعفر الصادقؒ سے خلفائے اربعہ کی نسبت دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا ابوبکرؓ کا دل مشاہدہ ربوبیت سے پُر ہے چنانچہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کی شہادت نہ دیتے تھے اسی واسطے ان کا اکثر کلام لا الٰہ الا اللہ تھا اور عمرؓ خدا کے سوا ہر چیز کو حقیر سمجھتے تھے اسی واسطے ان کا اکثر کلام اللہ اکبر تھا۔ اور عثمانؓ ہر چیز کو معلول سمجھتے اسی واسطے ان کا اکثر کلام سبحان اللہ تھا۔ اور علیؓ ہستی کا ظہور خدا سے سمجھتے ہیں اسی واسطے ان کا اکثر کلام الحمد للہ ہے (نزہۃ المجالس ص ۲۳۳)

خلفائے راشدینؓ کے صدقے نجات مل گئی

کسی ایک صالح کا بیان ہے کہ میرا ایک پڑوسی بڑا گنہگار تھا میں اس کے پڑوس سے چلا گیا جب اس کی وفات ہوئی تو میرے پاس رات کو ایک دراز قد شخص آیا۔ میں اس کی دراز(ی) سے ڈر گیا۔ وہ کہنے لگا میرے ساتھ فلاں کی قبر تک چل میں چلا گیا۔ میں نے اس کی قبر کھولی تو دیکھا کہ باغ سبز کے اندر ایک تخت پر بیٹھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کرامت تو نے کیسے حاصل کی۔ اس نے کہا میں ہر نماز کے بعد یہ کہا کرتا تھا اے اللہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ سے راضی رہ اور ان کی محبت کے صدقے میں مجھ پر رحم فرما۔

(نزہۃ المجالس ص ۲۳۳)

حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کی خلافت کی گواہی پادری نے دی

اقرع مؤذن عمرؓ کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے مجھے ایک پادری کو بلانے کے لئے بھیجا۔ میں بلا لایا۔ اس سے حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم کتاب میں میرا ذکر پاتے ہو اس نے کہا ہاں۔ کتاب میں آپ کو قرن کہا گیا ہے۔ آپ نے اپنا درہ اٹھا کر کہا قرن کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا اس سے مراد مرد آہنی امیر شدید ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا اچھا میرے بعد؟ کہا ہاں۔ تمہارا جانشین ایک صالح ہوگا لیکن وہ اپنے اہل قرابت کو ترجیح دے گا تو عمرؓ کہنے لگے اللہ عثمانؓ پر رحم فرمائے۔ تین بار کہا پھر کہا اس کے بعد کون؟ کہا پارہ آہن کی طرح ایک شخص۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے کہ علیؓ مراد ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر سورہ اعراف پ۹ جلد نمبر ۲ ص ۲۶۶)

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام اور اہل آسمان کی خوشی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب عمرؓ مسلمان ہوئے تو جبرائیل امینؑ نازل ہوئے اور یہ فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل آسمان حضرت عمرؓ کے اسلام سے مسرور اور خوش ہوئے۔ (سیرت المصطفیٰ ص ۱۹۸)

عثمانؓ کو مبارکباد

جس روز حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہؓ سے شادی تھی اسی دن حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کی زرہ چار سو درہم میں بکتے دیکھی تو عثمانؓ نے کہا یہ شہسوار اسلام یعنی علیؓ کی زرہ ہے، یہ ہرگز نہیں بکے گی اور یہ کہہ کر حضرت علیؓ —

کے غلام کو چار سو درہم دے دیئے اور قسم کھلا دی کہ ان سے اطلاع نہ کرے اور زرہ بھی واپس کر دی۔ جب صبح ہوئی تو عثمان نے اپنے گھر میں چار سو تھیلیاں پائیں جن میں سے ہر تھیلی میں چار سو درہم تھے اور ہر درہم پر لکھا تھا کہ عثمان بن عفان کے لئے خدائے رحمان نے یہ سکہ مضروب کیا ہے۔

اس کے بعد جبرائیل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا اے عثمان تمہیں مبارک ہو۔ (نزہتہ المجالس صفحہ ۲۶۶ حصہ اول)

عظمتِ عثمانؓ جنت میں شادی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک بار ابوبکرؓ کے زمانے میں قحط پڑا۔ کسی نے آپ سے کہا کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں۔ آپ نے فرمایا شام بھی نہ ہونے پائے گی کہ تم سے یہ مصیبت دور ہو جائے گی جب دن ختم ہوا تو عثمانؓ بن عفان کے غلے کے اونٹ شام سے آ گئے۔ ان کے پاس تاجر لوگ پہنچے اور کہنے لگے لوگ قحط کی وجہ سے سختی میں مبتلا ہیں اور آپ کے پاس سو اونٹ بھر کے گیہوں آٹے ہیں آپ ہمارے ہاتھ فروخت کر دیجئے۔ آپ نے دریافت کیا کہ مجھے کیا نفع دو گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہر دس میں دو دو درہم نفع دیں گے۔ آپ نے فرمایا اور بڑھاؤ انہوں نے کہا اچھا چار دیں گے۔ آپ نے فرمایا اور بڑھاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مدینہ کے تاجر ہیں آپ کو اس سے زیادہ کون دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایک درہم کے دس دیئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے جو ایک نیکی لاتا ہے اس کے لئے ویسی دس ہیں اس کے بعد آپ نے کہا میں تمہیں شاہد بناتا ہوں کہ یہ سب مسلمانوں کے لئے خیرات ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ابلق گھوڑے پر سوار ہیں اور نوری حریر کا لباس پہنے ہیں۔ اور کچھ جلدی میں ہیں۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ میں آپ کا مشتاق ہو رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن عباسؓ عثمان نے خیرات کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ اور اس کے عوض جنت میں ایک دلہن سے ان کی شادی کر دی ہے۔ چنانچہ میں ان کی تقریب شادی میں مدعو ہوں۔ (نزہتہ المجالس صفحہ ۲۶۶)

شب کو راہ ملتی ہے تاروں سے
اور ہدایت کی رہ ملتی ہے نبی کے یاروں سے

تمام صحابہ کرام جنتی ہیں۔ ان کے گستاخوں کو دنیا اور آخرت میں ذلیل ہونا پڑے گا۔

حضرت ابوبکرؓ کے بال کی برکت سے قبرستان والوں کو نجات مل گئی

حضرت سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابوبکرؓ نے مع تیس ہزار آدمیوں کے طائف کی طرف سفر کیا۔ راہ میں ایک قبرستان ملا جہاں آپ مع اپنے ہمراہیوں کے کچھ دیر آرام فرمانے کے لئے ٹھہر گئے کیونکہ زمانہ گرمی کا تھا اور دھوپ کی تیزی مسافروں کو پریشان کئے ہوئے تھی۔ وہاں ٹھہر کر اپنے جسم سے گرد و غبار دور کیا اور اپنی داڑھی میں انگلیوں سے خلال کرتے تھے اتفاقاً ایک بال آپ کی داڑھی سے ٹوٹ کر وہاں گر پڑا۔ ایک آواز سنائی پڑی کہ اس قبرستان میں بہت گنہگار لوگ مدفون تھے۔ جن پر ہمیشہ عذاب ہوا کرتا تھا۔ لیکن آج سے اللہ تعالیٰ نے بسبب برکت اس بال کے ان سے عذاب دور کر دیا۔ اور اب قیامت تک ان پر عذاب نہ ہوگا۔ لوگوں کو اس آواز سے سخت تعجب ہوا کہ دوسری آواز سنائی دی۔ تم لوگ اس سے کوئی تعجب نہ کرو کیونکہ اگر ساتوں آسمانوں کے فرشتے مجتمع ہو کر اس کی کوشش کریں کہ ابوبکرؓ کی نیکیاں لکھیں تو قیامت تک وہ ایک صفت بھی نہ ختم کریں گے۔

سبحان اللہ! جب آپ کے ایک بال کی یہ برکت ہے تو آپ کے جسم مبارک کی عظمت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ (علم الیقین صفحہ ۲۶۰)

حضرتؓ ابوبکرؓ کی بات کی تصدیق اللہ نے کی

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جنگ بدر میں حضورؐ کے کچھ اصحابؓ شہید ہو گئے تھے مگر آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضور کو فتح دی۔ جب میدان جنگ سے حضور واپس ہوئے تو مکہ سے لوگ مبارکباد دینے اور اپنے اعزاز و اقارب سے جو جنگ میں شریک تھے ملاقات کرنے آئے۔ ان لوگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے علمبردار کی بیوی بھی تھیں جن کے ساتھ ان کا لڑکا بھی تھا جو لشکر کے کنارے ٹھہر گئیں اور لڑکے کو حضور کی خدمت میں بھیجا کہ وہ اپنے باپ کا حال دریافت کر آئے۔ اس کے باپ یعنی علمبردار اس لڑائی میں شہید ہو گئے تھے مگر حضور سے جب اس لڑکے نے پوچھا تو خیال کیا کہ اگر میں یہ کہہ دوں گا کہ وہ شہید ہو گئے تو اس کی ماں اور یہ بہت پریشان ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ عمر میرے پیچھے آئے ہیں ان سے پوچھو۔ وہ لڑکا اور اس کی ماں حضرت عمر کے پاس گئے مگر انہوں نے بھی یہی خیال فرمایا اور کہا کہ عثمان سے پوچھو وہ میرے پیچھے ہیں۔ ان دونوں نے حضرت عثمانؓ سے حال دریافت کیا مگر انہوں نے بھی یہی خیال فرمایا کہ جب رسول اللہؐ اور عمرؓ نے اس کا دل نہیں دکھایا تو میں کیوں اس کو غمگین کروں۔ آپ نے اس کو حضرت علی کے پاس بھیجا مگر انہوں نے بھی ٹال دیا۔ اور کہا ابوبکرؓ سے پوچھو وہ میرے پیچھے آتے ہیں۔ یہ بیچارے ان کے پاس دوڑے ہوئے گئے اور ان سے اپنے شوہر کا حال دریافت کیا۔ آپ کی زبان سے بیساختہ نکل گیا کہ وہ میرے پیچھے آتے ہیں وہ خوش میں شوہر کے دیکھنے کو آگے بڑھیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ ان کے شوہر نشان اٹھائے چلے آتے ہیں آپ بہت مسرور ہوئیں لڑکے کو باپ سے ملایا اور پھر سب مکہ واپس چلے گئے۔ حضور نے جب یہ واقعہ سنا تو تعجب فرمایا مگر جبرائیلؑ نازل ہوئے اور انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعجب نہ کیجئے کیونکہ ابوبکرؓ کے منہ سے نکلا کہ وہ میرے پیچھے آتے ہیں۔ تو خدا نے حکم دیا کہ اس کے جسم میں روح ڈال دی جائے۔ اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ نہ زندہ کرتا تو ملائکہ اور انسان قیامت تک حضرت ابوبکرؓ کے اقوال کی تصدیق نہ کرتے۔

(علم الیقین صفحہ ۲۶۱)

اللہ نے ابوبکرؓ کا نام صدیق رکھا

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ابوبکرؓ کا خدا نے بزبان

باقی صفحہ ۲۳ پر

مساجد اور ان کے آداب

قاری ابوالحسن اعظمی

مساجد روئے زمین کا سب سے بہترین حصہ ہیں احتراماً انہیں اللہ کا گھر کہا جاتا ہے، اسلام اور مسلمانوں کا مرکزی مقام بھی مسجدیں ہیں جو جمال و جلال سے آراستہ، زمین کا سب سے پاکیزہ، متبرک مقدس اور صاف ستھرا حصہ ہیں۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کا مساجد سے تعلق اور وابستگی جزو زندگی بن جائے۔ ایسے لوگ عرش الٰہی کے سایہ میں جگہ پائیں گے۔ مسجد سے لگاؤ اور پابندی کے ساتھ اس کی حاضری ایمان کی علامت ہے۔ مسجد کی صفائی و ستھرائی جزو ایمان ہے۔ مساجد روز ازل سے رشد و ہدایت اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور ملی و قومی جد و جہد کا مرکز رہی ہیں، یہیں سے اسلام کا پیغام ساری دنیا میں نشر ہوتا ہے ملت اسلامیہ کی قومی، علمی، روحانی قوتوں کا یہی سرچشمہ ہیں۔

(اصلاح المساجد ص۳)

مساجد میں اللہ تعالیٰ کی عظمت سب سے زیادہ نمایاں ہوتی ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں کسی پاکس بڑے کی کوئی خصوصیت نہیں وہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں آقا و غلام، حاکم و محکوم، اور امیر و غریب سب مساوی نظر آتے ہیں۔ ؎

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے۔
ترے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے۔ (اقبال)

جو "منیٰ" کی طرح ہے جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے "منیٰ مناخ لمن سبق۔ (ترمذی) یعنی منیٰ اس کی فرودگاہ ہے جو پہلے پہنچ جائے۔

اسلام ان بدعنوانیوں اور بدعتوں سے بالکل ناآشنا ہے جو سلاطین و امراء نے اپنا امتیاز اور تفوق ظاہر کرنے کے لئے عہد صحابہؓ کے بعد وضع کر لی تھیں۔ ان مساجد میں اگر کچھ امتیاز، فوقیت اور آگے پیچھے کا فرق ہے تو وہ علم قرآن فقہ اور تقویٰ میں حظ وافر کی بنیاد پر ہے۔

ارشاد رسالت ہے۔

ترجمہ۔ چاہئیے کہ مجھ سے قریب رہیں اہل عقل و فہم پھر جن کا مرتبہ ان کے بعد کا ہے۔ پھر جو ان کے بعد آتے ہیں۔

(مسلم)

ایک مسجد کو دوسری مسجد پر ترجیح

جس طرح بحیثیت انسان ایک انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت نہیں سب برابر ہیں، البتہ کسی معنوی خوبی کے باعث ایک دوسرے پر فضیلت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ایک مقام کو دوسرے مقام پر فضیلت کسی خاص وصف و خوبی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر کسی مسجد کو کسی دینی عظیم اور اخلاقی امور سے وابستگی زیادہ حاصل ہو تو اس مسجد کو یقیناً برتری اور ترجیح حاصل ہوگی، مثلاً مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ، بیت المقدس، اور مسجد قبا وغیرہ، چنانچہ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔

ترجمہ:۔ تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور سمت سامان سفر نہ باندھو۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ۔ (بخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہؐ! زمین میں سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی۔ تو آپؐ نے فرمایا مسجد حرام۔ میں نے کہا کہ اس کے بعد کونسی بنائی گئی؟ تو فرمایا مسجد اقصیٰ، میں نے کہا کہ دونوں کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ تھا۔ فرمایا چالیس سال کا۔ اور جہاں تم کو نماز کا وقت آجائے نماز پڑھ لو اس لئے کہ وہی جگہ ہے اور ابو کامل کی روایت ہے پھر جہاں تم کو نماز کا وقت پالے اس کو پڑھ لو۔ اس لئے کہ وہی مسجد ہے۔ (مسلم شریف ج۱ ص۱۹۹)

مسجد قبا کے بارے میں روایت ہے۔

ترجمہ:۔ پیغمبر علیہ السلام کا معمول تھا کہ ہر شنبہ کو مسجد قبا میں تشریف لاتے خواہ سواری پر خواہ پیدل اور ایک روایت میں ہے کہ اس میں دو رکعت نماز پڑھتے۔ (بخاری شریف)

ان روایتوں کے پیش نظر یہی مسئلہ ہے کہ سب سے افضل مکہ مکرمہ کی مسجد حرام ہے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ کی مسجد نبویؐ کا درجہ ہے، پھر بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ پھر مسجد قبا ہو۔

اس کے بعد سب سے قدیم مسجد پھر وہ مسجد جو قریہ میں سب سے بڑی ہو، پھر وہ مسجد جو نمازی سے قریب تر ہو، جس مسجد میں دینی تعلیم کا نظام اس کا درجہ پرانی مسجد سے زیادہ ہے اس کے بعد محلہ کی مسجد۔

چاہئے کہ اسی طرح مسجد کا حق ادا کیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ مسجد کو اختیار کرنے میں اس ترتیب کا لحاظ کیا جائے۔

مساجد اللہ کے گھر ہیں!

ارشاد الٰہی ہے:۔

وانّ المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا (جن۔ ۱۸)

ترجمہ:۔ اور یہ کہ مسجدیں خاص خدا کی ہیں۔ تو خدا کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو یعنی مساجد کو عقائد فاسدہ اور اعمال باطلہ سے پاک رکھنا چاہیے۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاٰصال

(نور۔ ۳۶)

ترجمہ:۔ وہ لوگ ایسے گھروں میں ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے۔ ان میں صبح و شام وہ لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں ان کی تعظیم واجب ہے۔ علامہ قرطبی نے اسی معنی کو راجح قرار دیا ہے۔ استدلال

باقی صفحہ ۲۷ پر

اہلِ ننکانہ کے گلے شکوے

"پریس کانفرنس" میں شرکت کرنے والے حضرات بالعموم تو اپنے آپ کو اس حیثیت تک محدود رکھتے ہیں جو ایک قاری کی ہوتی چاہئے مگر کبھی کبھار کچھ احباب اپنے خطوط کے ذریعے پریس کانفرنس کے مائک پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسے مواقع پر میں ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے اپنے مائک کا دفاع کیا کرتا ہوں۔

ہاں!..... البتہ اتنا ہے کہ یہ امر ملحوظ رکھتا ہوں کہ ایسا کرنے سے میرے کسی کرم فرما کی جائز آرزو کا گلا نہ گھٹ جائے۔

گذشتہ دنوں میرے ایک کرم فرما محترم متین الرسول صاحب کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ متین الرسول صاحب کا تعلق میرے ایک متین دوست متین خالد کے شہر ننکانہ صاحب سے ہے۔

متین صاحب کے گرامی نامے کے متن کا خلاصہ یہ ہے کہ ختم نبوت کے صفحات پر سترہ تا تیئس جولائی ۱۹۹۲ء برپا ہونے والی پریس کانفرنس میں میں نے ننکانہ کو غیر مسلم شہر (نام کی وجہ سے) قرار دے کر ان اہل ننکانہ کو جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی ختم نبوت کا کام کرنا بنا رکھا ہے اس بے کار بحث میں مبتلا کر دیا ہے کہ میرے ایسا لکھنے سے ننکانہ کی توہین ہوئی ہے کہ نہیں؟

مجھے یہ پڑھ کر حیرت ہوئی کہ ننکانہ کے وہ باسی جو ختم نبوت کے کام کے حوالے سے میرے لئے آئیڈیل کی حیثیت رکھتے ہیں اتنی چھوٹی اور معمولی سی باتوں میں بھی پڑ جاتے ہیں جو کسی بھی موقع پر میرے وہم و گمان میں بھی نہ آئی ہوں۔

میرا ننکانہ صاحب ایک ہی مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا ہے مگر وہ جانا بھی کچھ ایسا ہوا ہے کہ میں وہاں سے لٹ کر آگیا ہوں، اٹھائیس اور انتیس مئی ۱۹۹۲ء کی درمیانی شب اہل ننکانہ نے مل کر غلہ منڈی میں مجھے لوٹ لیا اور غضب یہ ہے کہ یہ لوٹ مار انہوں نے میرے سینے میں کچائی فتیجہ یہ کہ میں جب بے خودی سے خودی کی طرف لوٹا تو پتہ چلا کہ مجھ سے میرا دل چھین لیا گیا ہے اور یوں میرا دل ہے کہ اب تک وہیں ہے۔

اور وہاں میں! تو میری زبان ہے اور یہ ترانہ ہے

ے ننکانے جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

قارئین آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ایسا کیوں ہے؟ تو لیجئے آپ بھی سن لیجئے کہ یہ کیوں ہے؟ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کی روح "انجمن"

ایسے نوجوانوں پر مشتمل ہے جو اپنی نجی زندگی میں تو تعلیمی اداروں سے لے کر بینکوں تک اور پرچون کی دکانوں سے لے کر سبزی کی دکانوں تک بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں مگر جب یہ تمام اجزاء یکجا ہو کر ایک فورس کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور نسیم منزل میں مل بیٹھ کر منصوبہ بندی شروع کر دیتے ہیں تو قادیانیوں کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔

ان کی ظاہری وضع قطع کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ لندن میں بیٹھا ہوا مرزا طاہر بھی ان کو یاد رکھتا ہے مرزائیت کی اندھیر نگری کا چوپٹ راجا مرزا طاہر نے جب چند سال قبل علماء دین و مبلغین ختم نبوت کو ایک ایسے مباہلے کا چیلنج دیا جس سے اس نے خود راہ فرار اختیار کی تو اس میں ننکانہ کے پانچ افراد کو اس نے دوٹ دیئے تھے۔ یہ وہی ٹیم ہے جس نے ننکانہ میں قادیانیوں کی آبادی کے اسکور کو چوالیس سے گرا کر صرف دو کر دیا ہے۔

ننکانہ شاید پاکستان کا واحد شہر ہے جس کی دکانوں پر تختیاں لگی ہوئی ہیں جن پر درج ہے "دشمنانِ رسول سے خرید و فروخت بند"

اور یوں مرزائیوں کو اپنی ضرورت کی اشیاء مخصوص کی دکانوں سے خریدنی پڑتی ہیں۔

اور اگر سکولوں کی طرف آؤ تو ننکانہ کے چھوٹے چھوٹے بچے مرزائیت کے خلاف لا شعوری طور پر مبلغوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ننکانہ شہر میں داخل ہونے پر عجیب سا احساس ہوتا ہے جیسے کسی فوجی چھاؤنی میں داخل ہونے پر ہر طرف عسکریت ہی کے ماحول سے واسطہ پڑتا ہے اسی طرح ننکانہ میں داخل ہونے پر ہر طرف ختم نبوت ہی ختم نبوت سنی، دیکھی، اور محسوس کی جاتی ہے۔

اسی پر بس نہیں بلکہ گذشتہ دنوں لاہور ہائی کورٹ میں زیر سماعت مشہور و معروف ننکانہ کیس بھی انہی کا کارنامہ تھا اس کیس میں انہوں نے تین مرزائیوں کی ضمانتیں مسترد کرائیں اور ایک اور جج کے قلم سے لکھوانے کا سبب بنے کہ مرزائی شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے اور یہ کہ زیر سماعت کیس میں مرزائیوں نے خطبہ مسنونہ، السلام علیکم، انشاء اللہ، ماشاء اللہ کے الفاظ لکھ کر جرم کیا ہے۔

اور قارئین جانتے ہی ہیں کہ ایسا کرنے پر توہین رسالت کا کیس بن جاتا ہے جس پر جارا آئین ایسا کرنے والے کے لئے سزائے موت یا عمر قید میں سے کسی ایک سزا کو تجویز کرتا ہے اور یہ بل آج کل سینٹ سے منظور ہونے کے بعد قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے اختلاف کا شکار ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب کے لئے صرف سزائے موت مقرر کی جائے۔

تو قارئین فیصلہ آپ کریں کہ ایسے لوگوں سے کون محبت نہیں کرے گا۔ کون نہیں چاہے گا انہیں اب رہا ان کا گلہ اور شکوہ جو ان کو مجھ سے ہوا ہے تو میں تو سمجھتا ہوں کہ میرے اس کالم میں

باقی صفحہ ۱۷ پر

تدوین قرآن اور صحابہ رض

مرسلہ: سہیل باوا

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے ان کی زندگی کی ہر پہلو پر رہنمائی اور ہدایت کے واسطے احکامات صادر فرمائے ہیں جو بذریعہ وحی خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وقتاً فوقتاً نازل ہوتے رہے ایک روایت کے مطابق قرآن حکیم کی پہلی وحی ۱۷ رمضان المبارک ۱۳ قبل از ہجرت غار حرا میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اسی طرح قرآن حکیم کو جمع کرانے اور پڑھوا دینے کا بھی خود ذمہ لیا۔ یہ دونوں کام بشری قوت سے باہر تھے قرآن حکیم کی حفاظت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر ہدایت دو طریقہ پر کی گئی ایک حفظ کے ذریعے دوسرے تحریر کے ذریعے قرآن مجید جتنا نازل ہوتا صحابہ کرام اسے یاد کر لیتے اور کچھ صحابہ اسے لکھ لیتے تھے۔

عرب اگرچہ ان پڑھ قوم تھی لیکن اس کا حافظہ بہت قوی تھا۔ اور اس خوبی میں وہ بے حد ممتاز تھے۔ ان میں مشہور شعراء کے کلام اور خطبات کو زبانی یاد کر لینے کا عام رواج تھا یہی وجہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے شعراء امراء القیس زہیر عمرو بن کلثوم لبید بن ربیعہ اور نابغہ وغیرہ کے دیوان محفوظ رہے نزول قرآن پاک کی کیفیت یہ تھی کہ ابتداء میں چھوٹی چھوٹی سورتیں نازل ہوئیں اور پھر تھوڑا تھوڑا مختلف اوقات اور خاص خاص مواقع پر نازل ہوتا رہا اس ضمن میں کلام پاک کہتا ہے۔

"اور قرآن کے ہم نے حصے حصے کر دیئے اس لیے کہ آپ اسے لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائیں اور ہم نے اس کو آہستہ آہستہ اتارا" (بنی اسرائیل) جس قدر قرآن پاک کا حصہ نازل ہوتا جاتا تھا صحابہ کرامؓ اسے یاد کر لیتے تھے اور نازل شدہ حصے کی تلاوت نماز میں بار بار سے یاد کر لیتے تھے۔ اور وہ آسانی سے حفظ ہو جاتا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن حکیم کے پڑھنے اور پڑھانے کی ترغیب و تاکید فرماتے تھے اور صحابہ نہایت اہتمام اور شوق سے یاد کرتے تھے اس طرح ابتدائے نزول سے آج تک کلام پاک سینوں ہی میں خاص طور پر محفوظ رہا۔ اور قیامت تک محفوظ رہے گا

جب کوئی سورۃ نازل ہونا شروع ہوتی تھی تو دو چار آیات ایک ایک موقع پر اترتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کو متعلقہ سورت میں داخل کراتے تھے۔ ایک سورۃ ختم ہو جاتی تھی تو وہ علیحدہ نام سے موسوم ہو جاتی تھی کبھی کوئی سورۃ ایک ہی مرتبہ اور کبھی ایک ہی ساتھ دو دو سورتیں نازل ہوتی تھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سورتوں کو الگ الگ لکھواتے احادیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورتوں کی آیات مرتب ہو چکی تھیں اور ان کے نام قرار پا چکے تھے قرآن حکیم آپ کی حیات میں جمع ہو چکا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو محفوظ رکھنے کا یہ اہتمام کیا تھا۔ کہ جو آیات بھی نازل ہوتیں آپ انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سناتے تھے۔ اور نمازوں میں اس کو پڑھا کرتے تھے۔ کیونکہ نماز بغیر قرآن کی قرات کے ادا نہیں ہو سکتی اس لیے لوگ لازماً آیات قرآنی یاد رکھتے آپؐ نے اسی پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ قرآن کی تدوین و تحفظ کے لیے خاص طور پر اپنے دس صحابہؓ کو متعین کیا کہ وہ قرآن کو حفظ کریں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ آپ نے صحابہ کرام کو قرأت کی تدوین کا حکم دیا تھا۔ اور ان نسخوں میں جو مذکورہ اصحاب مدون کرتے تھے ایک نسخہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہتا تھا۔

جس قدر کلام پاک نازل ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی پڑھے لکھے صحابی کو بلوا کر لکھوا لیتے ان اصحاب کو کاتبان وحی کے لقب سے یاد کیا جاتا۔ ان حضرات میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت ابو ایوبؓ انصاری حضرت ثابت بن قیسؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ قابل ذکر ہیں۔

اس زمانے تک عرب میں کاغذ رائج نہ تھا اس لیے کاتبان وحی عام طور پر کھجور کے پتوں چمڑے کی جھلیوں یا اونٹ کے شانے کی ہڈیوں سے کاغذ کا کام لیتے تھے۔

اور اس پر کلام پاک مکتوب کی صورت میں موجود تھے مختلف سے مختلف اصحاب نے تحریر کیے تھے۔ اور ان کے پاس موجود تھے۔ اور اس پر کلام پاک لکھا لیا کرتے تھے اس طرح کلام پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ضبط تحریر میں آ گیا اور اس کی ترتیب آپ کے عہد میں ہو چکی تھی تمام اجزاء مکتوب کی صورت میں موجود تھے۔ مختلف سے مختلف اصحاب نے تحریر کیے تھے اور وہ ان کے پاس موجود تھے

حضرت ابوبکر رضؓ کے عہد خلافت میں فتنہ ارتداد پھیلا جس کے تدارک کے لیے انہوں نے قدم اٹھایا۔ وسطی عرب میں یمامہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے حضرت خالدؓ سیف اللہ بھیجے گئے اور جنگ یمامہ پیش آئی۔ اس جنگ میں بہت سے حفاظ شہید کیے گئے جن کی تعداد ستر کے لگ بھگ تھی اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ اول کو یہ مشورہ دیا۔

"اگر اس طرح حفاظ القرآن شہید ہوتے چلے گئے تو قرآن محفوظ نہ رہ سکے گا اس لیے قرآن حکیم جمع کرنے کا انتظام کیا جائے حضرت صدیق اکبرؓ نے تامل کیا اور فرمایا جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ میں کیسے کر سکتا ہوں"

لیکن امت مسلمہ کی مصلحت کے پیش نظر وہ راضی ہو گئے اور یہ ذمہ داری حضرت زید رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی حضرت زیدؓ نے تمام صحیفے جو لوگوں کے پاس موجود تھے جمع کیے اور ایک کتاب کی صورت میں تالیف کر دیا حضرت زیدؓ خود حافظ قرآن تھے اس کے باوجود جب تک تحریری شہادتیں پیش ہوتی تھیں وہ کسی جزو قرآن کو اس معاملہ میں جس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تیار کر رہے تھے درج نہیں کرتے تھے۔ اس طرح یہ اہم کام حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری کے ہاتھوں حضرت صدیقؓ اکبر نے کروایا جنہیں اس کام کی اہمیت کا احساس تھا اور حضرت زید بن ثابتؓ کو یہ اہم فریضہ سپرد کرتے وقت کہا تھا واللہ اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ رکھ دینے کا حکم دیا جاتا تو بھی میرے لیے یہ کام قرآن مجید جمع کرنے سے آسان ہوتا۔"

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قرآن کا مکمل نسخہ مرتب کر کے بارگاہ صدیقی میں پیش کیا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اسے بحفاظت اپنے پاس رکھ لیا ان کے بعد یہ نسخہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا حضرت فاروق اعظم ؓ نے اپنی وفات کے وقت اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ ؓ کے پاس یہ نسخہ رکھوا دیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتوحات کا سلسلہ بحد وسیع ہو گیا تھا۔ اسلامی سلطنت کی حدود میں عراق، شام، فلسطین، مصر، ایران، طرابلس، قبرص، وغیرہ شامل ہو گئے تھے، توسیع سلطنت اور اس وقت لوگوں میں لہجہ اور زبان کے فرق کی وجہ سے قرآن کی قرأت میں اختلافات ہونے لگے تھے ان اختلافات کی شدت کا احساس سب سے پہلے ایک مقتدر صحابی اور رازدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو ہوا

آذربائیجان اور آرمینیا میں مصروف پیکار تھے انہوں نے جب دیکھا کہ لوگ اختلاف قرأت پر ایک دوسرے کی تکفیر کر رہے ہیں تو وہ مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سے کہا۔ امیر المومنین! امت کی خبر لیجئے وہ ہلاک ہونے کو ہے۔ حضرت عثمان غنی کے دریافت کرنے پر انہوں نے یہ ماجرا بتایا کہ

ہماری فوج میں عراق، شام اور حجاز کے لوگ شامل ہیں ان کے درمیان قرأت میں سخت اختلاف ہو گیا نوبت ایک دوسرے کی تکفیر تک پہنچ گئی ہے مجھے ڈر ہے کہیں وہ کتاب اللہ میں اس طرح اختلاف نہ کرنے لگیں جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی کتب میں کیا تھا۔

اس تشویشناک رپورٹ کے ملنے پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو جمع کر کے سارا معاملہ ان کے سامنے رکھا۔ لوگوں نے کہا۔

یا سیدی! آپ ہی بتایئے اس خطرہ سے محفوظ رہنے کی کیا تدبیر ہے۔

خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سوچ کر جواب دیا اگر آج مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا تو آئندہ پیدا ہونے والا اختلاف اس سے زیادہ سخت ہوگا۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ لوگوں کو ایک قرأت پر جمع کر دیا جائے۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے ان کی اس رائے کی تائید کی حضرت عثمان غنی حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے مصحف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عاریتاً منگوا کر اس کی نقلیں کرائیں اور مملکت خلافت کے مختلف انواح و اطراف میں بھجوائیں۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار نسخے تیار کرائے اور ان کو مکہ، کوفہ، دمشق اور مدینہ بھجوایا ایک اور روایت کے مطابق انہوں نے چھ نسخے تیار کرائے اور ان میں سے ایک بحرین اور دوسرا یمن باقی کوفہ دمشق مکہ اور مدینہ منورہ بھجوائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مرتب کردہ ایک نسخہ آج بھی تاشقند کے کتب خانہ میں محفوظ ہے نیز قرآن حکیم کا وہ نسخہ جس کی وہ تلاوت کرتے ہوئے ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو مظلومانہ طور پر شہید کئے گئے تھے ایک روایت کے مطابق وہ بھی روس میں موجود ہے ۱۹۳۰ء کے آخر میں ایران کے محکمہ آثار قدیمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ایرانی کردستان کی ایک مسجد سے ملا تھا۔

اگر جمع قرآن کا یہ کام اس اہتمام کے ساتھ نہ ہوتا تو جو اختلاف خلیفہ ثالث کے عہد میں ہوا تھا وہ آگے چل کر اتنا شدید صورت اختیار کر جاتا کہ وحدت مسلمہ ایک عظیم انتشار میں مبتلا ہو جاتی اور مسلمانوں کو ایسے فتنوں کا سامنا کرنا پڑتا جو سیاسی فتنوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوتے اس ضمن میں بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد کا سب سے بڑا کارنامہ جمع قرآن تھا جو ان کے تمام کارناموں پر فوقیت رکھتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اللہ ابوبکر پر رحمت نازل فرمائے جمع قرآن کی وجہ سے وہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اجر کے مستحق ہیں۔

خلیفہ ثالث عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں لوگوں کو قرآن کی ایک قرأت پر جمع کر دیا۔ اگر یہ کام نہ ہوتا تو شاید آج انجیل، توریت اور دوسری کتب سماوی کی طرح قرآن بھی تحریف و تنسیخ کی زد میں آجاتا۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس کے محفوظ ہونے کا کوئی بندوبست کر دیتے۔

دنیا میں قرآن ہی ایسی کتاب اللہ ہے جو صاحب کتاب تک اپنی سند صحیح پہنچاتی ہے اور جس کو تعلیم و تحریر دونوں کے اعتبار سے تواتر حاصل ہے۔ اس کے مرقومہ نسخے عہد رسالت کے ربع اول سے آج تک کے مسلسل زمانوں کے مختلف کاتبوں کے لکھے ہوئے موجود ہیں یہ ایک حیرت انگیز معجزہ ہے۔

خود مخالفین اسلام نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ قرآن مجید میں کہیں ایک حرف کا فرق نہیں ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے خود فرما دیا تھا۔

"اس کتاب کی حفاظت ہمارے ذمے ہے" ابتداء میں قرآن حکیم میں اعراب اور نقطوں کا رواج نہ تھا اہل زبان ہونے کے اعتبار سے عربوں کو ان کی ضرورت بھی نہ تھی لیکن رفتہ رفتہ جب غیر عرب اقوام دائرہ اسلام میں آتی گئیں تو ان امور کی ضرورت شدت سے محسوس کی جانے لگی۔

بنی امیہ کا عہد اسلام کا ایک درخشاں عہد ہے ان کے عہد میں مسلمانوں کی فتوحات کا سیلاب ایک طرف چین دوسری طرف صحرائے سندھ تیسری جانب فرانس اور چوتھی جانب باسفورس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اموی حکمرانوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عبدالملک بن مروان سلیمان بن عبدالملک حافظ قرآن تھے ایک روایت کے مطابق خلیفہ عبدالملک کے دور میں امیر حجاج ابن یوسف ثقفی نے قرآن مجید میں اعراب اور نقطے لگوائے اور آیات وغیرہ کے رموز اوقاف بھی لگوائے اس سے غیر عربوں کے لیے تلاوت اور معانی کے سمجھنے میں بہت آسانی ہو گئی عباسی دور میں خلیل احمد البصری نے اعراب کو آخری شکل دی

بقیہ : پریس کانفرنس

کوئی غلطی نہیں تھی کیونکہ ننکانہ بہر حال ننکانہ صاحب ہے لیکن پھر بھی اگر اس کو توہین سمجھا جاتا ہے تو مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ؎

خطاء بشر کے لئے ہے بشر خطاء کیجئے
معاف کیجئے میری خطاء خدا کے لئے

لیکن ہاں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اے اہل ننکانہ! ۔۔۔۔ تم سے اتنا ضرور کہوں گا کہ آئندہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں اور نکتوں میں نہ الجھنا کہ یہ تمہارے مناسب نہیں۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

قادیانیوں کی دہشت گردیاں

ایچ ساجد اعوان

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واللّٰہ لا یحب الفساد (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۰۵)

اور اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کرنا۔

گذشتہ ایک صدی پر اگر ایک نگاہ دوڑائی جائے تو جہاں فرنگی سامراج نے اہل حق پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے وہاں انگریز کے اشاروں پر ناچنے والا ایک ٹولہ بھی ایک مدت تک مسلمانوں کو مار آستین بن کر ڈستا رہا۔ اگرچہ آج اس کے دانت اور زہر وہ قوت نہیں رکھتے تاہم اس کی فطرت نہیں بدلی میری مراد قادیانیت سے ہے، جس طرح عین نصف النہار میں چمکتے ہوئے سورج کی روشنی سے انکار ممکن نہیں بعینہ قادیانیت کی دہشت گردی بھی مسلمہ ہے اس باطل فتنے کی بنیاد ہی مسلمانان عالم میں انتشار و افتراق ڈالنے کے لیے رکھی گئی تھی اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بنیاد کی پہلی اینٹ ہی اگر کج رکھی جائے تو عمارت چاہے آسمان تک ہی کیوں نہ بلند کر دی جائے ٹیڑھی ہی جائے گی۔ میں نے یہ بات محض کسی گمان کی بنا پر نہیں لکھی بلکہ قادیانیت کی سیاہ تاریخ کے مذ نظر ان کے قلبی عزائم اور مذموم ذہنیت کی پردہ دری کرتے ہوئے لکھنا اپنا مذہبی و ملی فریضہ سمجھا ہے آپ شاید نہیں جانتے کہ قادیانی خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود کا ایک بیان جو ۲۵ اپریل ۱۹۳۰ء کے اخبار الفضل میں شائع ہو چکا ہے جو قادیانی ذریت کی تخریب کارانہ ذہنیت کا عکاس ہے، ہماری جماعت کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ تمام دنیا دشمن سمجھیں تاکہ ان پر غالب آنے کی کوشش میں مصروف رہیں۔ کیونکہ جب تک مخالفت نہ بڑھے گی ہم ترقی نہیں ہو سکتی" خلیفہ کا ۳ جون ۱۹۲۲ء کا خطبہ مندرجہ الفضل ان کے ناپاک عزائم کھلے الفاظ میں نیوز پیش کر رہا ہے۔

حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ ان کی اصلاح کریں اور ہٹلر اور میسولینی کی طرح جو شخص ہماری حکومت کی تعمیل نہ کرے اسے ملک سے نکال دیں اور جو ہماری بات نہ سنے اور اس پر عمل کرنے کو تیار نہ ہو اسے عبرتناک سزا دیں اگر حکومت ہمارے پاس ہو تو یہ نتائج ایک دن میں حاصل ہو سکتے ہیں۔

قیام پاکستان کی مخالفت

میں آگے چل کر اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں نے حصول اقتدار اور پاکستان بننے کی راہ میں کتنے روڑے اٹکائے اور جب پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک حقیقت بن کر چمکنے لگا تو قادیانی غداروں نے اسے ٹوٹے ٹوٹے کرنے میں کیا کیا جتن کیے۔ سردست ۴ مئی ۱۹۴۷ء کو ان کی منعقدہ مجلس عرفان کے موقع پر خلیفہ قادیان کی تقریر کا ایک اقتباس نقل کرتا ہوں۔

اللہ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے۔ ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم راضی ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے۔ پھر یہ کوشش کریں گے کہ جلد سے جلد متحد ہو جائیں"۔ اور ۳ جون ۱۹۴۷ء کو مسلم لیگ کونسل تقسیم ہند کا فیصلہ کر رہی تھی اسی روز قادیانی خلیفہ کی طرف سے یہ ٹریکٹ بعنوان "سکھ قوم کے نام درد مندانہ اپیل" تقسیم ہو رہے تھے جس کا خلاصہ یہ تھا۔

"اے میرے رب اول تو ملک بٹے نہیں اور بٹے تو اس طرح کہ پھر مل جانے کے راستے کھلے رہیں۔ دراصل قادیانیوں کو مسلمانوں کی کامیابی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی اور جب پاکستان کے آثار نمایاں ہوئے تو قادیانیوں کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگے۔ وہ تو پرانی اسلامی حکومتوں کی شکست و ریخت پر شادیانے بجاتے اور چراغاں کرتے تھے وہ کیسے برداشت کر سکتے تھے کہ ایک نئی مسلم مملکت قائم ہو جائے۔ وہ سارے ہندوستان پر قادیانی راج قائم کرنے کا خواب دیکھا کرتے تھے، منیر انکوائری کے صفحہ نمبر ۱۹۶ پر اس کا ثبوت موجود ہے ۱۹۴۵ء سے الفاظ

۱۹۴۶ء تک قادیانیوں کی تحریروں سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ قادیانی پر امید تھے کہ حکومت برطانیہ کے وہ جانشین بنیں گے

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اقتدار حاصل کر کے ہٹلر اور میسولینی کی طرز حکومت قائم کرنا قادیانیوں کا شروع دن ہی سے مطمع نظر تھا جب ہی تو مرزا بشیر الدین اپنی ذہنیت اور خبث باطن کا اظہار ان الفاظ میں کیا کرتا تھا" جب تک تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے یہ راستے کے کانٹے دور نہیں ہو سکتے" مندرجہ الفضل ۱۲ مارچ ۱۹۲۲ء قادیانی اپنے زہریلے مفادات کے لیے آخری دم تک ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے کہ پاکستان معرض وجود نہ آئے۔ اور اگر بن گیا تو قائم رہنے نہیں دیا گے۔ اس کی تصدیق بھی منیر انکوائری کمشن کے سامنے ہوئی۔ رپورٹ کے صفحہ ۱۹۳ پر درج ہے جب افق عالم پر پاکستان کے آثار ہویدا ہوئے تو قادیانیوں نے بیڑا اٹھایا کہ پاکستان بننے نہیں دیں گے۔ اور بن گیا تو قائم رہنے نہیں دیں گے۔

پاکستان سے کھلم کھلا عداوت

افسوس! پاکستان میں پناہ گزین ہو کر بھی عداوت کا سودا قادیانیوں کے دماغ سے نہیں نکلا بلکہ رنگ عداوت تیز تر ہو گئی۔ خلاف توقع مسلمانوں کی رواداری سے کچھ کر شکار ہاتھ لگ گیا جو مقاصد اپنے آقا انگریز سے حاصل نہ کر سکے تھے۔ ان کے حصول کے لیے سر بکف کوشاں اور سرگرداں ہو گئے۔ ربوہ ریاست کی داغ بیل ڈالی۔ جسے آج فلسطین کی ریاست اسرائیل مملکت سے تشبیہ دی جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ حکومت کی طرز پر شعبہ جات امور خارجہ، داخلہ، مالیہ قائم کیے گئے بیرون ملک کرنسی کا انتظام ہوا۔ فرقان بٹالین موجودہ خدام الاحمدیہ کی تشکیل کی گئی جاسوسی کا آشیانہ فضل عمر کا کالم کا گڑھ بنا۔ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کا تقرر ان کے حق میں ریڑھ کی ہڈی ثابت ہوا۔ جو عقیدتاً مسلمانوں کو کافر سمجھتا تھا اور غلط دشمنوں کا حلیف اور مسلمانوں کا حریف تھا۔ جہاں قادیانی شرپسندوں نے پاکستان کے قیام کی بھرپور مخالفت کی تھی وہاں پاکستان بننے کے بعد بھی ملکی امور میں دخل اندازی شروع کر دی ملک عزیز کے حصے بخرے کر کے پاکستان کو قادیانی ریاست بنانے کی سرتوڑ کوششیں کی گئیں برسر اقتدار آنے کی ترکیبیں سوچنا شروع ہو گئیں اور اولین کند صوبہ بلوچستان پر ڈالنے

کی ٹھانی ریاست قلات کا نوز الحاق نہیں ہوا تھا آخری ایجنٹ مسٹر جیفریز کی معرفت قادیانیوں نے اپنے داتا انگریز سے معاملے کیا اور دن رات اسی کوشش میں مصروف عمل ہو گئے۔ اور صوبہ بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے تک کا اعلان کر دیا منیر تحقیقاتی کمیشن کے اجلاس نے جب خلیفہ سے پوچھا کہ آپ نے صوبہ بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کا اعلان کیا تھا تو خلیفہ نے اعتراف کیا جی ہاں! ایسا کہنے کے دو سبب ہیں۔

۱۔ موجودہ نواب آف قلات کے دادا احمدی تھے۔

۲۔ بلوچستان آبادی کے لحاظ سے چھوٹا صوبہ ہے سامراجی امداد کے بھروسہ پر قادیانی اس قدر پرامید ہو گئے تھے کہ خلیفہ نے یہاں تک اظہار کر دیا تھا۔ اب صوبہ بلوچستان ہمارے ہاتھوں سے نہیں نکل سکتا یہ ہماری شکارگاہ ہوگا۔ ساری دنیا کی قومیں مل کر بھی ہم سے یہ علاقہ نہیں چھین سکتیں'' ۲۹ جولائی ۱۹۵۲ء کے الفضل میں تو یہ عبارت بھی درج ہے۔

اپنا بیگانہ کوئی اعتراض کرے کوئی پرواہ نہیں ہونا وہی ہے جو میں نے کہہ دیا ہے اور ایک دن ہم یہ کر کے رہیں گے

خلیفہ صاحب کو یقین ہو گیا تھا کہ پاکستان میں ان کے اقتدار کا راستہ صاف ہو گیا ہے ادھر چوہدری ظفر اللہ خان نے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بننے کے بعد اپنے عہدے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر دفتر خارجہ اور سفارت خانے قادیانیوں سے بھر دیئے جہاں سے کھلم کھلا قادیانیت کی تبلیغ اور مسلم ممالک کی جاسوسی ہونے لگی ظفر اللہ خان خود جہاں قادیانیت کا ستون تھا وہاں سامراجی مفادات کا خاص اور علم بردار بھی تھا۔ قائداعظم کی وفات اور قائد ملت لیاقت علی خان کو شہید کر دینے کے بعد قادیانی تو پاکستان کی سیاست پر چھا گئے اس دور میں قادیانی پاکستان کے طول و عرض میں اپنے خونخوار پنجے گاڑ چکے تھے۔

قائداعظم اور قادیانیت

قائداعظم محمد علی جناح کی دوربین نگاہیں شروع دنوں ہی میں ان کے جارحانہ عزائم بھانپ چکیں تھیں قائداعظم نے ۱۹۴۸ء میں راجہ صاحب آف محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کی وفاداریاں مشکوک ہیں میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لیے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔ ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کراچی ۱۲ فروری ۱۹۸۹ء۔ شومئی قسمت کے زندگی نے وفا نہ کی ورنہ اس خطرے کا حل شروع ہی میں تلاش کر لیا جاتا۔ اور پاکستان کے مستقبل کے حکمران اور عوام قادیانیوں کی شاطرانہ چالوں اور بربریت کا نشانہ بننے سے محفوظ رہتے قادیانی دہشت کا سب سے پہلا نشانہ شہید ملت لیاقت علی خان ہی تھے۔

لیاقت علی خان اور قادیانیت

پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کے قادیانی قاتل کا ذکر کرنے سے پہلے اس قتل کی وجہ بیان کر دینا زیادہ ضروری سمجھتا ہوں حضرت امیر شریعت السید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو حکم دیا کہ وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان سے ملاقات کر کے انہیں قادیانیوں کی خرمستیوں اور سیاسی قلابازیوں سے آگاہ کریں۔ لہٰذا ملاقات کے لیے صرف پانچ منٹ کا وقت دیا گیا لیکن جب قاضی صاحب نے قادیانیت کے سربستہ رازوں کی گرہیں کھولیں تو لیاقت علی خان ششدر رہ گئے اور یہ پانچ منٹ کی ملاقات ڈھائی گھنٹے میں بدل گئی اور پھر لیاقت علی خان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا:''

اب یہ بوجھ میرے کندھوں پر آن پڑا ہے

سیالکوٹ میں قاضی صاحب کی لیاقت علی خان سے آخری ملاقات ہوئی اور اس بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ لیاقت علی خان نے ظفر اللہ کو وزارت خارجہ کے عہدے سے الگ کرنے کا فیصلہ بھی کر لیا تھا اور راولپنڈی کے ایک جلسہ عام میں وہ اس کا اعلان کرنے والے تھے ادھر تمام قادیانی تخریب کار اذہان اکٹھے ہوئے اور لیاقت علی خان کے قتل کا گھناؤنا منصوبہ تیار کر لیا گیا۔

اس ڈرامے کا مرکزی کردار ظفر اللہ خان ہی نے ادا کیا اور میدان عمل میں کودنے کے لیے اس کی نظر اپنے بے باک جیمز کنزے پر ٹھہری۔ ۱۹۸۶ء میں قومی اخبارات اور کراچی سے شائع ہونے والے ایک ہفت روزہ جریدے تکبیر بابت ۸ مارچ ۱۹۸۶ء میں پاکستان کے مشہور سراغ رساں جیمز سالومن ونسنٹ کی یادوں کے حوالے سے ایک چونکا دینے والا انکشاف شائع ہو چکا ہے جس پر ملک بھر کے تمام حلقے حیرت زدہ رہ گئے۔

رپورٹ میں بتایا گیا کہ پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو سید اکبر نے نہیں بلکہ ایک جرمن قادیانی جیمز کنزے نے قتل کیا۔ جیمز سالومن کے بقول کنزے جلسہ عام میں بالکل سٹیج کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پٹھانوں والا لباس پہن رکھا تھا جونہی شہید ملت لیاقت علی خان سٹیج پر تشریف لائے کنزے نے فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اور شور و غل میں سید اکبر کو قاتل مشہور کر دیا گیا۔ اور پھر ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک ادنیٰ سے اعلیٰ تک تمام مسلمان ان کے دشمن اور حریف ہیں اور پھر مرزا بشیر الدین کے وہ الفاظ جو ابتداء ہی میں عرض کر چکا ہوں وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں۔ یہ واقعہ اس قول کا عملی نمونہ تھا کنزے راولپنڈی سے فرار ہو کر ربوہ پہنچا اس کے بعد وہ مغربی جرمنی فرار ہو گیا اور پھر ہمیشہ کے لیے مغربی جرمنی کے شہر برلن میں مقیم ہو گیا۔

ظفر اللہ قادیانی پاکستان کا وفادار یا قادیانیت کا غمخوار

ظفر اللہ ہی کی راہنمائی میں اس دور میں قادیانیوں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں پاؤں پھیلانے کا پورا پورا موقع فراہم کیا گیا شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ قادیانیوں کے کھلم کھلا جلسے جلوس اور دہشت گردی اپنے عروج کو چھونے لگی ان جلسے اور جلوسوں کی قیادت پاکستان کے اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی افسران ہی کیا کرتے تھے یہ کھلے بندوں تبلیغ ہی نہیں بلکہ علماء کرام اور مسلمان اکابرین کو گولیوں سے بھی نوازنے لگے۔

قادیانیوں کی چیرہ دستیوں سے تلملا اٹھے اور بالآخر مسلمانوں کو تحفظ ناموس رسالتؐ کے لیے یکجا ہو کر میدان عمل میں اترنا پڑا اس پر قادیانی خلیفہ اس قدر آپے سے باہر ہوا کہ تقریروں اور تحریروں میں اس نوعیت کے اعلانات ہونے لگے گویا مسلم قوم اس کی غلام اور زرخرید ہے۔

وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ مجرموں کی
حیثیت سے میرے سامنے پیش ہوں گے ہم
فتح یاب ہوں گے ضرور تم مجرموں کی طرح
ہمارے سامنے پیش ہو گے اس وقت

تبدا حشر وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا تھا۔ (الفضل ۳ جنوری ۱۹۵۲ء)

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

آخر مسلمان کب تک خاموش رہتے پانی جب سر سے گذرنے لگا تو مسلمان عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مقابلے پر اتر آئے اور کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دینا شروع کیا نتیجے میں کوئٹہ میں ایک گستاخ کرنل اور اوکاڑہ میں ایک قادیانی مدرس قتل ہوئے تو خلیفہ نے اعلان کر دیا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری ملا احتشام الحق تھانوی ملا مودودی ملا عبدالحامد بدایونی اور ملا محمد شفیع دیوبندی سے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔ (الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۵۳ء)

انتقام کی آگ گویا ان کی رگ عداوت میں بھڑک اٹھی تھی قادیانیوں کی شرانگیزیاں جب اپنے شباب کو پہنچیں اور معاملہ حد سے گزرا تو مسلمان اپنے تمام فروعی اختلافات بھلا کر ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے یکجا ہو گئے۔ اور حکومت کے سامنے متفقہ طور پر یہ مطالبات رکھ دیئے۔

(۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔
(۲) چوہدری ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے عہدے سے الگ کیا جائے۔
(۳) قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔
(۴) ربوہ کی بقیہ اراضی پر مہاجرین کو آباد کیا جائے۔

افسوس صد افسوس! کوئی شنوائی نہ ہوئی مجبوراً راست اقدام کے نام سے تحریک کا آغاز ہوا۔ ارباب اقتدار نے جن کی اکثریت کی فطرت برطانوی استعمار کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی اور غلامی کا خمار ابھی باقی تھا۔ یہ مطالبات منظور کیے نہ اس کے مضمرات پر غور کیا اور نہ ہی افہام و تفہیم کا دروازہ کھولا بلکہ مسئلہ کو ذاتی توہین بنا کر تحریک کے زعماء کو جیلوں میں ڈالنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں غم و غصہ کی لہر اٹھی فسادات رونما ہوئے اور سارا پنجاب قادیانیوں کی بھڑکائی ہوئی اس آگ میں جلنے لگا۔ پھر کیا تھا مارشل لاء لگا دیا گیا اپنے بھائیوں کو اپنے ہی بھائیوں سے قتل کروایا گیا۔ سکندر مرزا جو اس وقت ڈیفنس سیکرٹری تھا حکم پہ حکم صادر کر رہا تھا کہ شمع رسالت کے پروانوں کو بھون ڈالو۔ دل کھول کر ان کے خون سے ہولی کھیلو۔ اس تحریک میں مرزائی اوباشوں نے بارہ ہزار سے زائد عاشقان مصطفےٰ ﷺ کو خاک و خون میں تڑپا دیا ایک لاکھ مسلمان اس تحریک میں گرفتار ہوئے۔ دس لاکھ مسلمان متاثر ہوئے مرزائی بدمعاشوں نے فوجی گاڑیوں اور فوجی وردیوں میں مسلمانوں کے خون ناحق سے لاہور میں جو ہولی کھیل اس سے کائنات کا ذرہ ذرہ کانپ اٹھا۔ لیکن قادیانیت نوازی جاری رہی شہداء ختم نبوت کی مقدس لاشوں کو کمیٹی کے کوڑا کرکٹ اٹھانے والے ٹرکوں میں لاد لاد کر دریا برد کیا جاتا رہا۔ راوی خون کے آنسو رو رہا تھا لیکن ابلیس کی ذریت اپنی فتح پر خوشی کے شادیانے بجا رہی تھی۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن !
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اسباب تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں منیر انکوائری کمیٹی کے جج صاحبان کا تجزیہ پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو باوجود چشم پوشی اور رو رعایت کے یہ تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور چوہدری ظفر اللہ کو برطرف کرنے کے مطالبات اور حرکات قادیانیوں کی شرانگیز سرگرمیاں ہی تھیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کی جملہ مذہبی سیاسی انجمنیں اور عوام یک زبان ہو گئے تھے۔

رپورٹ کے صفحات ۲۶۱/۲۶۲ پر بڑے محتاط انداز میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

"مطالبہ کے محرکات قادیانیوں کے مختلف عقائد اور مسلمانوں کے خلاف ان کی جارحانہ کارروائیاں تھیں برطانوی سایہ میں ان کی کھلی چھٹی تھی لیکن قادیانیوں نے تقسیم کے بعد بدلے ہوئے حالات میں بھی اپنی حماقتوں سے مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں جاری رکھیں عامۃ المسلمین سے چھیڑ چھاڑ، مسلم علاقوں میں مرزائی مبلغین کا جانا اور سرکاری شعبوں میں جو قادیانی افسروں کے ماتحت تھے میں قادیانیت پھیلانے کی مہم تیز تر کردی بر ملا مرزا غلام احمد کے نہ ماننے والوں کو دشمن اور مجرم جیسے القابات سے مخاطب کرنے لگے۔ قادیانی افسران کھلے عام تبلیغی جلسوں کی صدارت اور شرکت کر کے قادیانیت کا پروپیگنڈہ کرتے مرزا بشیر الدین قادیانی خلیفہ کی وہ تقریر جو اس نے کوئٹہ میں کی تھی شرانگیز اور ناعاقبت اندیشانہ تھی قادیانیت کے خلاف ملک میں جو ہمہ گیر تحریک اٹھی اس کے عوامل میں قادیانیوں کے مخالف طرز عمل کا بڑا دخل تھا۔"

اس اقتباس کو اگر آسان الفاظ میں لکھا جائے تو میں یوں لکھوں گا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں جام شہادت نوش کرنے والے بارہ ہزار عاشقان مصطفےٰ ﷺ کے قاتل قادیانی غنڈے ہیں۔ قادیانی ارباب اقتدار جہاں کبھی حکومتی اقتدار حاصل کر کے ہٹلر اور مسولینی کی یاد تازہ کرنے کے خواب دیکھا کرتے تھے ۱۹۵۳ء میں اقتدار حاصل کیے بغیر وہ فعل شنیع کر گذرے کہ ہلاکو خان اور چنگیز خان شرما گئے۔

اے رب اب دنیا میں شیطان کی ضرورت نہیں رہی
بربادی انسان کے لیے انسان ہی بہت ہے

مشرقی پاکستان کی علیحدگی اور قادیانیت کی چال

میں عرض کر چکا ہوں کہ حصول اقتدار قادیانیوں کا سب سے بڑا مقصد اور ہدف تھا۔ کبھی ان کی بچھو نما زبان بلوچستان کی سلامتی کے خلاف زہر اگلتی رہی تھی لیکن اس وقت منہ کی کھائی تاکہ قادیانیت کا یہ زہر مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سبب بن گیا اور ہم سے ہمارا ایک بازو کاٹ دیا گیا جب مشرقی پاکستان علیحدہ ہوا تو ہر پاکستانی خون کے آنسو رو رہا تھا لیکن قادیانی فخر سے گردن اکڑ کر چلتے تھے ابھی تک ہزاروں گواہ موجود ہیں جنہوں نے دیکھا کہ بنگلہ دیش بن گیا تو ربوہ اور لاہور میں مرزائیوں نے خوشی کا اظہار کیا اور مٹھائی تقسیم کی اور اپنے مکانوں پر جشن چراغاں کیا اور قادیانی غنڈے شب بھر سڑکوں پر رقص کر کے محب وطن پاکستانیوں کے زخموں پر نمک چھڑکتے رہے۔ راؤ فرمان علی جو مشرقی پاکستان میں گورنر کے مشیر تھے انہوں نے ایک بیان میں کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی سب سے بڑی وجہ عظیم قادیانی ریاست کے قیام کا نظریہ تھا بنگالیوں کی علیحدگی کے کئی عوامل تھے جن میں غربت محرومی عدم مساوات پسماندگی اور ذرائع مواصلات کا فقدان شامل تھے ان تمام عوامل کے پیدا کرنے میں قادیانی امت کے فرزند ایم ایم احمد قادیانی

کے کمالات پوشیدہ تھے۔

ایم ایم احمد نے منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے مشرقی پاکستان کے لیے ایسی حکمت عملی وضع کی کہ جس سے بنگالی اپنی معاشی زندگی کا ہاتھوں بیزار ہو کر جانی دشمن ہونے لگے اس نے مشرقی پاکستان کے سیلاب زدگان اور مصیبت زدگان کو سرکاری امداد سے محروم رکھا اور مغربی پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کے بہترین مواقع فراہم کیئے اس طرح قادیانی امت کے اس ناسور نے نہایت مکاری اور عیاری سے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی بنیاد رکھ دی۔

عوامی لیگ کے راہنما شیخ مجیب الرحمٰن مرحوم نے ۱۹۷۰ء میں اپنی انتخابی مہم سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں اگر برسر اقتدار آگیا تو ڈپٹی چیئرمین پلاننگ ایم ایم احمد قادیانی کو مشرقی پاکستان کے ساتھ معاشی ناانصافیوں کے الزام میں سرنگا پٹم کے سٹیڈیم میں الٹا لٹکا کر پھانسی دوں گا۔

(ترجمہ اہل سنت ختم نبوت نمبر کراچی)

۱۹۶۵ء کی جنگ اور قادیانیت کی غداری

جہاں تک قادیانیوں کا ہاتھ پہنچا ہے مرزائی روایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کو زک پہنچانا انہوں نے اپنا نصب العین سمجھا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ جہاں جائیں بچھو کی طرح ڈنگ مارنا ان کی جبلت میں داخل ہے ۱۹۶۵ء کی جنگ ہی کو لے لیجئے۔ یہ بھی قادیانیوں کی ایک گہری سازش کا نتیجہ تھا جس میں بے گناہ مسلمان بھارتی جارحیت کا نشانہ بنے اور اسلام کے کئی فرزندوں نے جام شہادت نوش کیا اور پھر اس پر طرہ یہ کہ جنگ کے دوران سارے ملک میں بلیک آؤٹ رہتا تھا لیکن ربوہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں بلیک آؤٹ کی صریحاً خلاف ورزی کی جاتی رہی ربوہ میں بلیک آؤٹ کی خلاف ورزی اس بات کا بین ثبوت تھا کہ ربوہ کی روشنیاں بھارتی طیاروں کو سرگودھا کے ہوائی اڈے کا محل وقوع بتانے کے لیے تھیں اور پس منظر اکھنڈ بھارت کا نظریہ تھا سرگودھا اندھیروں میں بھی دشمن کے نشانوں کا شکار ہوتا رہا جب کہ ربوہ فضا میں بکھری ہوئی روشنیوں کے باوجود محفوظ رہا۔

قادیانیت حکومت وقت کے لیے چیلنج

ائرفورس پر یلغار پاکستان فضائیہ کے سابق سربراہ ائرمارشل ظفر چوہدری ایک تنگ نظر اور متعصب قادیانی کے توسط سے کئی فوجی اور محکمہ دفاع کے بعض اہم اور نازک عہدوں پر براجمان ہوئے۔ کہوٹہ پلان کے راز کا افشاء بری فوج کے کلیدی عہدوں پر اکھنڈ بھارت کے نظریے کے باوجود اور مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامی حکم جہاد کی تنسیخ کی گرفت کے ساتھ یہ سب کچھ اور بہت اس کے علاوہ کیا یہ ملک دشمنی نہیں ہے قادیانیوں کی سو سالہ غداری اور دہشت گردی کی داستان کس سے پوشیدہ ہے! ایسے کھلے دشمنوں پر بھروسہ کرنا اور دوست سمجھنا کہاں کی دانشمندی ہے!

ارباب اقتدار عقل کے ناخن لیں

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اے ایمان والو مت بھیدی بناؤ اپنے غیروں میں سے وہ کمی نہیں کرتے ہیں تمہاری خرابی میں ان کو خوشی ہے تم جس قدر تکلیف پاؤ، نکل پڑتی ہے دشمنی ان کی زبان سے اور جو ان کے دلوں میں ہے وہ اس سے بھی سوا ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۱۸)

راولپنڈی اسلام آباد ایمونیشن ڈپو (سانحہ اوجڑی کیمپ) میں جب خوفناک دھماکہ ہوا جس میں ہزاروں پاکستانیوں کی ہلاکت اور اربوں روپوں کا اسلحہ تباہ ہوا جو ایک ناقابل فراموش المیہ تھا جس پر ہر آنکھ نم تھی۔ لیکن قادیانیوں نے ملتان میں اپنی عبادت گاہ میں جلسہ کیا اور اس واقعہ پر باقاعدہ نماز شکرانہ کا بھی اہتمام کیا ایک روایت کے مطابق اس روز راولپنڈی اسلام آباد میں کوئی قادیانی موجود نہیں تھا اور اگر یہ سچ ہے تو اس میں بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ اس عظیم سانحہ میں بھی قادیانی تخریب کاری اور دہشت گردی پوشیدہ ہے (واللہ علم) قادیانیوں کی دہشت گردی اور جارحیت کا ایک رخ تو یہ تھا دوسرا رخ اس سے بھی زیادہ خطرناک اور بھیانک ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے اسباب

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کا دن اس کا واضح ثبوت ہے ۲۲ مئی ۱۹۷۴ء کا دن تھا جب نشتر میڈیکل کالج کے طلباء صوبہ سرحد کے مطالعاتی دورہ پر روانہ ہوئے۔ جب گاڑی ربوہ ریلوے سٹیشن پر رکی تو وہاں قادیانیوں نے رسالہ الفضل کے پرچے تقسیم کرنا شروع کر دیئے اس پر شمع ختم نبوت کے پروانوں کا خون کھول اٹھا اور انہوں نے اس منحوس رسالے کے پرچے پھاڑ دیئے اور تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد اور ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے اور عشق نبی کا عملاً اظہار کیا تھوڑی دیر بعد گاڑی چل پڑی لیکن اس واقعہ نے قادیانیوں کے جذبہ انتقام کو بھڑکا دیا اور انہوں نے طے کر لیا کہ واپسی پر ختم نبوت کے پروانوں کو اس کی سزا ضرور دی جائے گی۔

۲۹ مئی کو جب چناب ایکسپریس کی بوگی نمبر کے ذریعے طلباء واپس ملتان جا رہے تھے، گاڑی جب سرگودھا سٹیشن پر رکی تو وہاں سے پچاس ساٹھ قادیانی شرپسند مکمل تیاری کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو گئے گاڑی ربوہ اسٹیشن پہنچی تو وہاں ایک منظم پروگرام کے ساتھ مرزا طاہر کی قیادت میں دو ہزار قادیانی غنڈے پہلے سے موجود تھے جنہوں نے گاڑی رکتے ہی احمدیت زندہ باد کا نعرہ لگایا اور نہتے طلباء پر ٹوٹ پڑے اور طلباء کو آہنی سلاخوں مکوں، ہاکیوں اور ڈنڈوں سے شدید زدوکوب کیا ان کے منہ میں پیشاب کیا اس تشدد میں بہت سے طلباء شدید زخمی ہوئے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے شاندار نتائج

کفر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ضد پر اتر آیا تھا اور جب کفر ضد پر اتر آئے تو پھر یہ بدر ہے، خندق ہے۔ احد ہے اور حکم ہے یہودیت اور نصرانیت جزیرہ عرب سے نکل جائے (فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) اسی سیرت کی پیروی میں ایک بار پھر تحریک ختم نبوت چلی۔

بالآخر ۹۰ دن کی یہ تحریک رنگ لائی اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک ترمیمی بل کے ذریعے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

ذوالفقار علی بھٹو اور قادیانیت

مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے وقت سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی نے کہا تھا کہ میں آج اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر رہا ہوں۔ اور پھر زمانے نے دیکھا کہ نواب محمد احمد خان کے مقدمہ قتل میں جناب ذوالفقار علی بھٹو پر محمود مسعود قادیانی وعدہ معاف گواہ بنا اور یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ بھٹو کے زوال میں اس کے خفیہ ہاتھوں کا گہرا تعلق تھا اس کی وجہ سے ہی سزائے موت ہوئی اس موقع پر ظفر اللہ خان نے اپنی

متکبر، فطرت اور خبثِ باطنی کا اظہار کرتے ہوئے ایک محفل میں کہا کہ بھٹو کا باون سال کی عمر میں مرنا مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ باون سال کی عمر میں ایک کتا کتے کی موت مرے گا۔ (ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کراچی ۲۶ جون تا ۲ جولائی ۱۹۹۰ء) حالانکہ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر وہ تاریخی کارنامہ سرانجام دیا تھا کہ رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا اور ان کی یہ شاندار خدمت تاریخ اسلام میں سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء

قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے کے بعد صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کر کے قادیانیوں کی بولتی بند کر دی۔ تب سے قادیانی جنرل ضیاء کے بھی دشمن ہو گئے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کا سبب تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء تھی۔ ۱۷ فروری ۱۹۸۳ء کو سیالکوٹ سے معراج کے خطبہ جمعہ کے لیے جاتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کو قادیانیوں نے اغوا کر لیا۔ مقامی پولیس نے قادیانیت نوازی کے باعث عملاً ان کے اغوا کی رپورٹ درج کرنے میں تاخیر کی۔

رپورٹ میں قادیانی مجرموں کے نام حکومتی قادیانی نواز ارکان نے نہ آنے دیئے۔ ان کے اغوا کے واقعہ کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سنجیدگی سے نوٹس لیا۔ امت کے تمام طبقات کو آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر حضرت اقدس خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی سربراہی میں متحد کیا گیا۔ کراچی سے خیبر تک رائے عامہ بیدار ہوئی اور زبردست جلسے اور کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ اس دوران مرزائیوں کا گرو گھنٹال مرزا طاہر خفیہ طریقے سے ملک سے بھاگ گیا اور اس وجہ سے بھاگا کہ اس واقعہ میں ملوث ہونے کے جرم میں گرفتاری کا خطرہ لاحق ہو چکا تھا۔ بقول شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی ؎

چھوڑ کے سارے سانپ سپیرا بھاگ گیا۔

ان سانپوں کا زہر ربوہ جو قادیانی سٹیٹ ہے وہاں ایک مسلم امام مسجد کے ساتھ مار کر دانت توڑنے کے باعث بنا! قادیانی مسلم کالونی میں طلباء اور اساتذہ پر کلہاڑیاں لے کر حملہ آور ہوئے اور قتل کی گالیاں بکیں۔ قادیانی غنڈوں نے مولانا اللہ یار ارشد کے ساتھ بدسلوکی کی جب کہ قتل کا عملی مظاہرہ یوں ہوا کہ چیچہ وطنی میں ایک ساہیوال میں دو منزل گاہ سکھر میں دو میر پور خاص اور قاضی احمد نواب شاہ میں ایک ایک مسلمان کو شہید کیا گیا۔ منزل گاہ سکھر کے واقعہ میں مرزائی قاتلوں کے خلاف عدالت نے سزائے موت کا فیصلہ بھی دیا جب کہ مولانا محمد اسلم قریشی کو قادیانیوں نے ایک مدت تک اپنے جبر و ستم کا نشانہ بنائے رکھا۔

جنرل ضیاء الحق اور قادیانیت

قادیانیوں کی ضیاء دشمنی کے بارے میں ہفت روزہ اخبار ختم نبوت سیالکوٹ کے چیف ایڈیٹر ملک منظور الٰہی اعوان فرماتے ہیں کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کے صرف دو ماہ بعد ربوہ کی انجمن اصلاح و ارشاد نے یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو ایک خط جاری کیا جس میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ جنرل ضیاء الحق کا انجام بھی نہایت خطرناک ہے اس کی موت کتے کی موت ہوگی اس کی لاش چیلیں اور کوے کھائیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کراچی جلد نمبر ۷ شمارہ نمبر ۵ بابت ۱۵ تا ۲۱ جولائی ۱۹۸۸ء نے اپنے پرچے میں جنرل محمد ضیاء الحق کی وفات سے قبل انہیں خبردار کرتے ہوئے ایک یادگار اور قادیانیت کی تخریب کاری روایات کے پیش نظر ایک اداریہ لکھا جو "مباہلہ کا چیلنج نہیں صدر ضیاء کے لیے خطرے کی گھنٹی" کے نام سے معنون تھا جس کا مضمون کچھ یوں تھا۔

مرزا طاہر نے تمام مخالفین کو مباہلے کا جو چیلنج دے دیا ہے بطور خاص صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کا نام لیا۔ دراصل مرزا طاہر نے جو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے اس کا ایک پس منظر ہے اور وہ یہ کہ اس چیلنج میں بطور خاص مرزا طاہر نے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا نام لیا ہے۔ مرزا طاہر کے ذہن میں یہ بات ہے کہ صدر پاکستان کو کرسی صدارت سنبھالے تقریباً بارہ سال ہو چکے ہیں۔ ملک کے اندرونی حالات درست نہیں امن و امان کی صورت حال ناگفتہ بہ ہے سیاسی جماعتیں صدر ضیاء سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کر رہی ہیں ایسے میں مرزا طاہر کے خیال کے مطابق صدر ضیاء کا اقتدار اب چند روز کا مہمان ہے لہٰذا اس مباہلہ کا پس منظر یہ ہوا۔

اگر کسی وجہ سے بھی صدر ضیاء کا اقتدار ختم ہو جائے تو مرزا طاہر اور اس کے مرزائی پیروکار بغلیں بجانے لگیں گے کہ صدر ضیاء کا اقتدار انہی کے پیشوا کی بددعا کا نتیجہ ہے اور یہ ایک نشان ہے جو ان کے خیال کے مطابق خدا کی طرف سے ظاہر ہوگا۔

(۲) یہ بھی منصوبہ ہے کہ افواج پاکستان میں جو قادیانی اہم عہدوں پر متعین ہیں انہوں نے صدر ضیاء کو اقتدار سے ہٹانے کا کوئی منصوبہ بنایا ہوا ہو اور مرزا طاہر نے اسی بنیاد پر یہ چیلنج دیا ہو۔ بہر حال یہ بات طے شدہ ہے کہ کوئی شخص ہمیشہ کے لیے اپنے نام اقتدار الاٹ کروا کر نہیں آتا جو آیا ہے اسے بہر حال جانا ہے صدر ضیاء کا اقتدار ایک نہ ایک روز ضرور ختم ہونا ہے لیکن مرزائی آفیسر صدر ضیاء کے اقتدار کے خلاف مرزا طاہر کی ہدایت پر منصوبہ بنا چکے ہیں اور صدر ضیاء مرزائیوں کے نرغے میں ہیں کسی بھی وقت کوئی حادثہ رونما ہو سکتا ہے اس لیے صدر ضیاء الحق کو چاہیے کہ وہ مباہلہ پر نہیں بلکہ اس کے پس منظر پر غور کریں۔

سانحہ ۱۷، قادیانیت اور رائے عامہ

اس تاریخی اداریہ کے تقریباً ایک ماہ بعد ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو جنرل محمد ضیاء الحق طیارے کے ایک حادثہ میں شہید کر دیئے گئے اور پھر اس المناک حادثہ کے دو دن بعد ۱۹ اگست ۱۹۸۸ء کو قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے قادیانیوں کی مرکزی عبادت گاہ واقع لندن میں خطبہ جمعہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی موت ہمارے مباہلہ کے نتیجہ میں آئی ہے اور یہ ہماری احمدیت (نام نہاد) کی صداقت کا نشان ہے۔

روزنامہ جسارت کراچی کی اطلاع کے مطابق قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے صدر ضیاء الحق کے طیارے کو کریش کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جمعہ ۱۹ اگست ۱۹۸۸ء کے خطبہ میں مرزا طاہر نے واضح طور پر کہا تھا کہ اگر ضیاء الحق نے احمدیوں پر ظلم و تشدد جاری رکھا اور زیادتیاں کرنے سے

بازنہ آیا تو خدا اسے پکڑے گا اور وہ خدائی عذاب سے نہ بچ سکے گا اللہ تعالیٰ اسے لازماً سزا دے گا۔

سانحہ بہاولپور کہ جس میں صدر پاکستان سمیت ۳۰ سے زائد اعلیٰ فوجی افسران تخریب کاری کا نشانہ بنے اس سانحہ کے بارے میں چند ذمہ دار شخصیات جن میں صدر پاکستان غلام اسحاق خان، جنرل مرزا اسلم بیگ، سابق وفاقی وزیر محمد اسلم خٹک، تحریک استقلال کے چیئرمین اور خلائی امور کے ماہر ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان، جہاد افغانستان کے راہنما گلبدین حکمت یار اور سابق وزیر داخلہ نسیم احمد آہیر کے علاوہ پاکستان سینیٹ کے ایک اجلاس میں ۴۴ مقررین نے اس عظیم سانحہ کو کھلی ہوئی دہشت گردی اور تخریب کاری قرار دیا برطانیہ کے مشہور جریدہ اکانومسٹ کے تجزیہ نگار نے سی ۱۳۰ کی تباہی کو تخریب کاری کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ایسا محفوظ طیارہ کسی فنی خرابی کی وجہ سے تباہ نہیں ہو سکتا لہٰذا یہ اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ سوچی سمجھی سازش اور تخریب کاری ہے نیوز ویک کے تجزیہ نگار نے لکھا ہے پاکستان میں ان کے سیاسی اور مذہبی مخالفین بھی اس تخریب کاری کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں ماہنامہ اردو ڈائجسٹ کے ضیاء الحق شہید نمبر میں ملک کے معروف محقق ادیب ستار طاہر نے اپنے تجزیہ میں لکھا ہے کہ پاکستان میں ضیاء دشمن عناصر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ممکن ہے ایسے ہی کسی ملک دشمن گروہ یا کسی غیر ملک سے گٹھ جوڑ اس خوفناک سازش کا باعث بنا ہو۔ جناب ادیب جاودانی نے اس سانحہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ماہنامہ میں یوں لکھا ہے تمام قرائن و شواہد اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ طیارہ باہر سے نہیں اندر سے تباہ ہوا ہے اور ایک بڑا امکان جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا یہ ہے کہ جہاز تباہ کرنے والا شخص طیارے کے اندر موجود تھا اور اس نے اپنے نصب العین کے لیے طیارے کو تباہ کر دیا اور اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ بریگیڈیئر لطیف قادیانی اس جہاز پر جنرل ضیاء الحق کے ساتھ سوار تھا اور پھر اس میں بھی شک نہیں ہونا چاہیے کہ اس نے اپنے روحانی پیشوا مرزا طاہر احمد کی پیش گوئی کو سچا ثابت کرنے اور قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو پچھاڑ ڈالنے والے صدر کو ختم کرنے کے لیے قربانی دی ہو بریگیڈیئر لطیف قادیانی کی قبر آج لاہور میں واقع قبرستان میں موجود ہے۔

قادیانیت کا بے نظیر بھٹو کو انتباہ

ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل محمد ضیاء الحق سے قادیانی دشمنی روزنامہ نوائے وقت لاہور کے ۱۱ جولائی ۱۹۹۰ء کے اخبار میں چھپنے والی اس خبر سے مزید عیاں ہو جاتی ہے "وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی حکومت پاکستان میں مرزائیوں کے خلاف سخت اقدامات کرنے والی ہیں" اس امر کا انکشاف کینیڈا سے شائع ہونے والے اخبار نیو کینیڈا نے اپنے ایک اداریے میں کیا ہے یہ اخبار امریکہ اور کینیڈا میں قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹر کا ترجمان ہے اخبار نے اپنے اداریے میں لکھا ہے کہ بے نظیر نے ملائشیا کے ایک اخبار میں انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ وہ قادیانیوں وغیرہ سے جلد جان چھڑا لیں گی، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ان کے خلاف سخت ترین اقدامات کرنے والی ہیں نیو کینیڈا نے خبردار کیا ہے کہ بے نظیر حکومت نے اگر ایسی کوئی کاروائی کرنے کی کوشش کی تو یہ بے نظیر کا اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنے کے مترادف ہوگا اخبار نے واضح کیا ہے کہ ان کے والد ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل ضیاء الحق دونوں نے قادیانیوں کے خلاف جو اقدامات کیے، ان کی سزا وہ بھگت چکے ہیں اور بے نظیر کو اس سے سبق سیکھنا چاہیے۔"

قادیانیت، علامہ اقبال کی نظر میں

اس خبر میں قادیانیوں کی روایتی تخریب کارانہ ذہنیت کے ساتھ اقبال جرم بھی موجود ہے ان کا یہ انداز تشدد جرائم وسیع پیمانے پر دہشت گردی خوف و ہراس اور تخریب کاری آخر کس کی شہ پر ہے اور یہ طریقہ واردات آخر کہاں سے اڈاپٹ کیا گیا ہے اس کا اگر جائزہ لیا جائے تو نگاہیں بے ساختہ اسرائیل کی طرف اٹھتی ہیں اسرائیل سے قادیانیوں کا گٹھ جوڑ اور یہودیوں سے مل کر محمد عربی پر نیش زن ہونا اور ان کی پاکستان دشمنی قطعی دلائل سے ثابت کرنا چند سطور تک اپنے اوپر قرض سمجھتا ہوں وہاں حکیم الامت حضرت اقبال کا قول پیش کر کے یہودی قادیانیت متحدہ مفادات پر مہر تصدیق ثبت کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں "قادیانیت ظاہری طور پر اسلام کی چند صورتوں کو تو قائم رکھتی ہے مگر باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے انتہائی مہلک ہے یہ اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے گویا تحریک یہودیت کی طرف رجوع کر رہی ہے

قادیانیت اور یہودیت

جس طرح قادیانیت کا ملت اسلامیہ اور ان کی سلطنتوں سے بیر کا باعث ان کا رسول محمد عربی پر بلاشرکت غیرے ایمان ہونا اور ملت کے ایک کھلے کذاب مرزا سے بیعت ذکر ہے اسی طرح یہودی بھی نبی کریم سے ربط والفت کے باعث مسلمانوں کے دشمن ہیں جس کا اظہار یہودی زعما کے قول و فعل سے ہوتا رہتا ہے مثال کے طور پر پروفیسر ہربرٹ ایک یہودی فوجی ماہر نے لکھا ہے پاکستانی قوم اپنے رسول محمد سے غیر معمولی عشق رکھتی ہے یہی بنیاد ہے جس نے پاکستانی اور عربوں کے رشتے مستحکم کر رکھے ہیں لہٰذا یہودیوں کو چاہیے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے پاکستانیوں کے اندر سے رسول کی محبت کا خاتمہ کریں نوائے وقت ۲۴ مئی ۱۹۷۲ء بحوالہ جیوش کرانیکل یہ فوجی ماہر کے خیالات تھے اب ڈیوڈ گوریان اسرائیل کے سابق صدر کی تقریر پڑھیے۔ پاکستان کا فکری سرمایہ اسلام، اور جنگی قوت ہمارے لیے آگے چل کر سخت مصیبت کا باعث بن سکتی ہے لہٰذا ہندوستان سے گہری دوستی ضروری ہے بلکہ ہمیں اس تاریخی عناد و نفرت سے بین الاقوامی دائروں کے ذریعے اور بڑی طاقتوں میں اپنے نفوذ سے کام لے کر ہندوستان کی مدد اور پاکستان پر بھرپور ضرب لگانے کا انتظام کرنا چاہیے یہ کام نہایت رازداری کے ساتھ اور خفیہ منصوبوں کے تحت انجام دینا چاہیے مندرجہ نوائے وقت ۳ ستمبر ۱۹۶۷ء اور تقریروں کا ایک ایک لفظ دعوت فکر دے رہا ہے کیا یہ اکھنڈ بھارت اور انکار ختم نبوت کے نظریات نہیں ہیں۔

کیا مرزائی اب بھی مسلمان اور محب وطن اپنے آپ کو تصور کرنے کے حقدار ہیں!

قادیانیت اور اسرائیل گٹھ جوڑ

یہودیوں سے ساز باز پر قادیانی کتابچہ آور فارن مشن کی یہ عبارت مزید روشنی ڈالتی ہے ۱۹۵۶ء میں ہمارے مبلغ چوہدری محمد شریف جماعت کے ہیڈ کوارٹر ربوہ آ رہے تھے کہ اسرائیل کے صدر نے انہیں پیغام بھیجا کہ جانے سے قبل مجھ سے ملاقات کر لیجئے گا۔ ظاہر ہے کوئی خاص ہدایات ملی ہوں گی آپ یہ پڑھ کر بھی حیران ہوں گے کہ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں مولانا ظفر احمد انصاری نے پارلیمنٹ کو یہ بتا کر حیران کر دیا تھا کہ جہاں ننگ انسانیت یہودی ملک مدرسے فلسطین اور دیگر

عرب ممالک کے مسلمانوں کے مقدس خون سے ہولی کھیل رہے ہیں وہاں چھ سو قادیانی فوجی اسرائیلی فوج میں باقاعدہ بھرتی ہیں اور اس چنگیزی قتل میں یہودی درندوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانیوں کی تخریب کاری نے ساری دنیا کو اپنے جال میں پھانس رکھا ہے نائیجیریا کے مشہور اسکالر اور ماڈرن ہسٹری کے پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم طوما کا قادیانیوں کے حق میں جنوبی افریقہ کے یہودی جج کے فیصلے پر جسے اسرائیلی نشریات اور اخبارات نے خوب اچھالا تھا، تبصرہ کرتے ہوئے ایک خصوصی انٹرویو دیا جو بڑی اہمیت کا حامل ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے مسلمانوں سے قادیانیوں کی دشمنی تو خمیر میں داخل ہے پاکستان کا خصوصی ہدف ہے انہوں نے کہا کہ نائیجیریا اور برطانیہ میں بعض نومسلم حضرات نے قادیانیوں کے تازہ ترین فیصلوں سے باخبر کیا ہے کہ قادیانی پاکستان میں دہشت گردی باہمی نزاع فرقہ وارانہ و صوبائی و لسانی اختلافات کو ہوا دینے اور بے اطمینانی پھیلانے میں سرگرم عمل ہیں پروفیسر صاحب نے بڑے درد اور نہایت تشویش کے ساتھ قادیانیوں کی دشمن اسلام مہم کا ذکر کرتے ہوئے پاکستان کے علماء اور سربراہوں کو انتباہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر ان کی سرگرمیوں کا سنجیدگی سے جائزہ لیں وہ کوشاں ہیں کہ پاکستان کی بیخ کنی کے لیے مشرقی پاکستان کے طرز پر تحریک چلائیں انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ نائیجیریا کے جھگڑے میں مسلمانوں کا جتنا خون بہا ہے اس میں اسرائیلی کارکنوں اور قادیانیوں کا برابر کا ہاتھ ہے نائیجیریا کے ایک نومسلم نے قادیانیت سے توبہ کی تو اسے قتل کر دیا گیا۔ (مندرجہ روزنامہ نوائے وقت ۸ ستمبر ۱۹۸۵ء) جیسا کہ اس انٹرویو میں پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم طوما صاحب نے جس تشویش کا اظہار کیا ہے کہ قادیانی پاکستان میں دہشت گردی باہمی نزاع فرقہ واریت صوبائی اور لسانی اختلافات کو ہوا دینے میں سرگرم عمل ہیں تو ڈاکٹر صاحب کی یہ تشویش ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ملک عزیز خصوصاً سندھ پنجاب میں قادیانیوں کی تخریب کاری اور دہشت گردی کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں رہی فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دینے کے لیے انہوں نے شیعوں کے عالم عارف الحسینی کو قتل کر کے شیعہ سنی فسادات کی بنیاد رکھی اسلامی انقلابی محاذ کے سربراہ ملک ربنواز ایڈووکیٹ نے کہا ہے کہ مجھے آنجہانی قادیانی جماعت کی طرف سے ایک خط موصول ہوا ہے جس میں مرزائیوں نے صدر ضیاء الحق اور سید عارف الحسینی کے قتل کو اپنا کارنامہ بتایا ہے اور دھمکی دی ہے کہ ان کے انجام سے عبرت پکڑو۔

(مندرجہ ضیاء الحق کو کس نے قتل کیا ص ۲۲،۲۱)

سندھ میں فسادات اور قادیانیت

صوبہ سندھ میں خصوصاً حیدرآباد اور کراچی میں ہونے والے خونی فسادات نے بھارت میں ہونے والے مسلم کش فسادات کو بھی مات کر دیا چلتے پھرتے بیسیوں بے قصوروں کو خاک و خون میں تڑپا دینا قادیانیت کی شیطنت وحشت و بربریت کا نقطہ عروج کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آن واحد میں لاشوں کے ڈھیر لگا دینا قادیانیت کی تاریخ میں ایک بھیانک باب کا اضافہ کرتی ہے۔

کراچی اور حیدرآباد میں بوڑھے اور جوان ہی نہیں عورتیں اور ننھے منے معصوم بچے بھی قادیانی تخریب کاروں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہر گھر ماتم کدہ بنا دیا گیا۔ یہ سب کیوں ہوا اور ہم قادیانیت ہی کو کیوں الزام دیتے ہوئے ہیں؟ حقائق کی عدالت میں آیئے مرزا طاہر جس نے ۲۹ مئی کو طلباء پر حملہ کرایا تھا اپنے بھائی مرزا ناصر کی ہلاکت کے بعد قادیانی جماعت کا پیشوا بن گیا مرزا طاہر علم سے تہی دامن اور فطرتاً فتنہ ہے اس نے اقتدار سنبھالتے ہی اپنے آنجہانی باپ مرزا محمود کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیا اور اکھنڈ بھارت کے خواب یا الہام کی تکمیل کے لیے فرقان بٹالین جسے اب خدام الاحمدیہ کا نام دے دیا گیا ہے کے رضاکاروں کو لگا دیا اندرون سندھ اور کراچی حیدرآباد میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب فرقان بٹالین کے کارندوں کی کارستانی ہے۔ قادیانی پیشوا مرزا طاہر کے فرار کے بعد ہی سندھ کے حالات خراب ہوئے ہیں ورنہ اس سے پہلے حیدرآباد کراچی اور اندرون سندھ میں اسی قسم کے فسادات نہ ہونے کے برابر رونما ہوتے رہے یہ فسادات اس وقت شروع ہوئے جب مرزا طاہر نے کہا۔

(۱) سندھ میں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جائیں گے

(۲) طبل جنگ بج چکا ہے۔

(۳) بلند ترین برجوں پر احمدیت کے جھنڈے گاڑ دو

(۴) تمام قلعوں کو سر کرتے ہوئے جانا آپ کا نصب العین ہے۔

(فرقان بٹالین کے نام پیغام کا خلاصہ، سووینیر ۱۹۸۸ء) صدر محترم توجہ کی آپ نے۔ فرقان بٹالین کو ہدایات دی جا رہی ہیں کہ پورے کا پورا نظام بدل کر رکھ دیں اور بلند ترین برجوں پر احمدیت (قادیانیت) کے جھنڈے گاڑ دیں۔

مرزا طاہر کا یہ بیان بالکل اسی طرح ہے جیسے کسی فوج کا کمانڈر حالت جنگ میں ہدایات دیتا ہے۔ اس لیے یہ رائے قائم کرنے میں وہ رائے رکھنا حماقت کے سوا کچھ نہیں کہ سندھ میں جو کچھ ہوا وہ سب قادیانیت کی کارستانی ہے آگے چلنے سے پہلے ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کراچی کے شمارہ نمبر ۳ جلد نمبر ۸ بابت ۱۰ تا ۱۶ جون ۱۹۸۹ء کے پرچے میں مندرجہ اداریہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا نہایت ضروری تصور کرتا ہوں۔

ہم نے کنور ادریس کی تقرری پر جن خدشات کا اظہار کیا تھا وہ حالات و واقعات نے درست ثابت کر دیئے پہلے اگر کراچی حیدرآباد میں بدامنی تھی کنور ادریس (قادیانی) کے آنے کے بعد اس نے پورے سندھ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ نواب شاہ لاڑکانہ میرپور خاص پڈ عیدن اور سکھر میں جو واقعات ہوئے وہ حکمرانوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں پڈعیدن میں عید کے روز مشہور عالم دین اور سیاسی راہنما تحریک ختم نبوت کے مجاہد ایک ہفتہ وار رسالہ کے ایڈیٹر مولانا تاج الدین بسمل کی شہادت کا واقعہ کنور ادریس ہی کے دور کا ہے بلکہ اگر ہم یہ کہیں کہ اس کا ذمہ دار کنور ادریس ہے تو شاید یہ غلط نہ ہوگا۔ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اندرون سندھ جن علاقوں میں فسادات ہوئے وہاں پنجابی قادیانی اور سندھی قادیانی کثیر تعداد میں آباد ہیں وہاں ریلوے لائن اکھاڑ دی گئی اسٹیشن جلا دیئے گئے لوٹ مار اور قتل و غارت گری کے واقعات ہوئے ہفت روزہ ختم نبوت کے ۲۰ تا ۲۶ اپریل ۱۹۹۰ء کے شمارے میں یہ ثبوت بھی موجود ہے۔ ہم پہلے بھی یہ بتا چکے ہیں اور اب پھر حکومت پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ دہشت گرد اور تخریب کار صرف اور صرف قادیانی ہیں جو اپنے پیشوا مرزا طاہر کی ہدایت کے مطابق کراچی حیدرآباد اور سندھ میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں آج سے کچھ عرصہ قبل لیاقت آباد کے علاقہ میں بذریعہ کار ایا

کی ایک گروہ آیا لیکن وہاں کے باشندوں کے بروقت ہوشیار ہو جانے پر بھاگ کھڑا ہوا اس گروہ کے ایک فرد سے بھاگتے ہوئے شناختی کارڈ کے فارم زمین پر گر گئے جن پر نام پتے کے علاوہ مذہب کے خانے میں احمدی لکھا ہوا تھا ابھی حال ہی میں دو مسلح شخص گرفتار ہوئے جن کا تعلق ربوہ سے تھا روزنامہ نوائے وقت کراچی ۲۹ مارچ ۱۹۹۰ء صفحہ پر شائع ہونے والی خبر کا متن ملاحظہ ہو۔ کراچی ۲۸ مارچ (وقائع نگار خصوصی) ناظم آباد پولیس نے ڈکیتی کی نیت سے پادی مارکیٹ کے قریب واقع فلور ملز کے پاس مشتبہ حالت میں کھڑے ہوئے دو افراد محمد احمد اور محمد احسن کو گرفتار کر لیا۔ اور ان کے قبضے سے ریوالور اور دس کارتوس برآمد کر لیے دونوں ربوہ پنجاب سے آئے تھے وہ اس سے پہلے بھی کئی وارداتوں میں ملوث بتائے جاتے ہیں اب تک ہم ان کالموں میں کراچی حیدرآباد اور سندھ کے حالات میں جو کچھ لکھتے رہے اس خبر نے ہمارے خیالات کی تصدیق کر دی اور اس خبر سے ثابت ہو گیا ہے کہ کراچی حیدرآباد میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات میں قادیانیوں کا ہی ہاتھ ہے اور ڈاکوؤں کے ایک گروہ کا سرغنہ بھی قادیانی ہے جس کا تعلق سرگودھا کے کسی چک سے ہے (ایضاً) تحریک انسداد قادیانیت کے خفیہ کارکنان کی اطلاع کے مطابق پیپلز پارٹی اور اپوزیشن کے تنازعہ کا فائدہ اٹھا کر کراچی اور سندھ کے دوسرے شہروں میں قادیانیوں کے مسلح افراد نے ایسے مسلمان نوجوانوں اور پڑھے لکھے باشعور افراد کو اغوا کر لیا ہے اور انہیں افغانیوں کے روپ میں قادیانی کمانڈر کی بستی میں رکھا گیا ہے اور کئی گاڑیاں اور سکوٹر بھی چھینے گئے ہیں تاکہ ان لوگوں پر تشدد کر کے ہاتھ پاؤں توڑ کر یا زندہ جلا کر گاڑیوں کے ذریعے شاہراہوں پر ڈالا جائے اور اس طرح مہاجر پنجابی فساد مہاجر بلوچ فساد مہاجر پختون فساد اور مہاجر سندھی فساد کرایا جائے اس دوران شہر کے مختلف علاقوں میں قادیانی گذشتہ پانچ سالوں سے کثرت سے آباد ہو گئے ہیں قادیانیوں نے "خاد" اور "را" کے ایجنٹ طلب کیے ہیں تاکہ کشمیر کے مسئلہ پر قوم کو انتشار میں مبتلا کر کے سندھو دیش کے قیام کی راہ نکالی جائے اور احمدیوں قادیانیوں کے اس عقیدے کو قائم رکھا جائے کہ کشمیر مرزا قادیانی کی امت ذریت برسر اقتدار آ کر فتح کرے گی (ایضاً) بہرحال ان دو قادیانی تخریب کاروں کی گرفتاری سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ کراچی حیدرآباد اور اندرون سندھ میں قتل و غارت گری تشدد بدامنی اور تخریب کاری میں قادیانی سازش براہ راست ملوث اور کارفرما ہے سندھ کے بعد پنجاب میں بھی قادیانی فتنہ اپنے شیطانی کرتوتوں میں مکمل اہلیت کے ساتھ اپنی غنڈہ گردی اور بے حیائی سے مصروف عمل ہے

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ۱۸ تا ۲۴ اگست ۱۹۹۰ء کے اداریہ سے مختلف جگہوں سے اقتباسات نقل کرتا ہوں جو پنجاب میں قادیانیوں کی دہشت گردی کی بالکل واضح تصویر ہے ملاحظہ فرمایئے۔

صوبہ پنجاب میں آج کل مرزائیت کی اشتعال انگیزی جنون کی حد تک پہنچ گئی ہے جب سے حکومت پنجاب نے ان کے صد سالہ جشن کی تقریب پر پابندی عائد کی ہے۔ یہ حکومت پنجاب کو ناکام بنانے پر تلے ہوئے ہیں رمضان شریف کے اوائل میں چک نمبر ۲۶۵ جڑانوالہ میں سرعام انہوں نے قرآن مجید کے ۹ نسخوں کو نذر آتش (شہید) کیا مسلمانوں نے احتجاج کیا تو ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی دو مسلمان زخمی ہوئے مسلمان انہیں جان بلب لے کر جڑانوالہ آئے تو پیچھے مرزائیوں نے باقی ماندہ مسلمانوں کو گاؤں میں ہراساں اور پریشان کیا اور اشتعال انگیزی کی حد کر دی عید کے دن سرگودھا کے چک ۸۰ شمالی میں مرزائیوں نے ضلع کونسل سرگودھا کے رکن چوہدری امانت اور ان کے ساتھیوں پر قاتلانہ حملہ کیا مبینہ طور پر اس کی پلاننگ کی گئی اس میں ایف آئی اے کا ایس پی طاہر نامی مرزائی بھی شریک تھا سوچے سمجھے منصوبے سے فیصل آباد ڈویژن کے بعد سرگودھا ڈویژن میں اشتعال انگیزی کی کوشش کی کچھ دنوں بعد پھر اسی گاڑی میں مسلمانوں پر حملہ کیا مسلمانوں نے دیواریں پھاند کر جانیں بچائیں خدا کا شکر ہے کہ کوئی بڑا حادثہ نہ ہوا۔

فیصل آباد و سرگودھا کے بعد اب مرزائی سازش نے لاہور کا رخ اختیار کیا منظور پورہ لاہور میں منصوبہ بندی سے قادیانی آبادی کو مرزائی قیادت نے بلایا ہے وہاں پر انہوں نے مسلمانوں میں بھی لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا مسلمانوں میں اشتعال پھیلایا انتظامیہ نے منہ میں گھنگھنیاں ڈال لیں ۱۰ جون کو تمام مکاتب فکر کی طرف سے مشترکہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جو رات کے ایک بجے خیر و خوبی سے انجام پذیر ہوئی۔ کانفرنس کی انتظامیہ سامان سمیٹنے میں مصروف تھی کہ مرزائیوں نے ان پر پتھراؤ کیا ہوائی فائرنگ کی پتھراؤ سے کئی مسلمان زخمی ہوئے مگر انتظامیہ کی بے حسی کہ کسی مرزائی کو گرفتار نہ کیا۔ مرزائیوں کا حوصلہ بلند ہوا مرزائی دوسرے دن ایک طالب علم کو پکڑ کر اپنی عبادت گاہ میں لے گئے اور اسے بندوق کے بٹ مار مار کر ادھ موا کر دیا علاقے کے مسلمان جمع ہوئے ان پر بھی مرزائیوں نے پتھراؤ کیا پولیس نے مسلمانوں کو منتشر کیا۔ پولیس کے آنے پر منظور پورہ کے ایس ایچ او کی موجودگی میں مرزائیوں نے چھاپے کے ڈر سے اپنی عبادت گاہ سے اسلحہ کئی کاروں کی ڈگی میں بند کر کے دوسری جگہ منتقل کر دیا اور اس کام کی ایک فوجی مرزائی نے نگرانی کی جون کے وسط میں مرزائیوں نے بہاول نگر کے ضلع کو اپنی سازش کا ٹارگٹ قرار دیا مرزائیوں کی ایک بس میں مرزائی کنڈیکٹر نے مسلمان طالبات کو چھیڑا بس میں سوار عالم دین نے احتجاج کیا تو مرزائیوں نے انہیں باہر سڑک پر لا کر مارا پیٹا اور ان کی داڑھی نوچی اس کے بعد سیالکوٹ کے معروف قصبہ چونڈہ میں مرزائی ایک مسلمان کو پکڑ کر اپنے مکان میں لے گئے اسے مار پیٹ کر زخمی کیا خون میں لت پت ہو کر مسلمان باہر آیا شہر کے معززین کے ہمراہ عوام تھانے کی طرف جا رہے تھے کہ مرزائیوں نے ان پر پتھراؤ کیا جس سے ایک اور مسلمان زخمی ہو گیا مسجد کے میناروں کو مرزائیوں کی فائرنگ سے نقصان پہنچایا گیا ہے مروٹ ضلع بہاول نگر چونڈہ سیالکوٹ پاکستان کے دونوں قصبات ہندوستان کے بارڈر پر واقع ہیں۔ مرزائیوں نے جان بوجھ کر ان علاقوں کا فسادات کے لیے انتخاب کیا۔

اسی طرح روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۷ جولائی ۱۹۸۹ء کی یہ خبر قادیانیوں کی دہشت گردی پر مزید دلالت کرتی ہے ملاحظہ فرمایئے۔

تفصیلات کے مطابق صبح گیارہ بجے انجمن تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد امیر قربانی کی کھالوں سے جمع شدہ رقم غربا میں تقسیم کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے

اپنے گھروں کو جارہے تھے کہ عبداللہ نامی ایک شخص کے خالی گھر سے ان پر فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں احمد خان جاں بحق ہوگیا اور اصغر شدید زخمی ہوگیا۔ اصغر کو فوری طور پر تحصیل ہیڈ کوارٹر کھاریاں پہنچا دیا گیا اور جب احمد خان کی ہلاکت کی خبر گاؤں میں پھیلی تو کہرام مچ گیا۔

یونہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن بھی اس زد میں آچکے ہیں روزنامہ مستقبل ایبٹ آباد (اتوار ۱۴ مئی ۱۹۸۹ء) نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں شائع کیا ۱۳ جولائی (اشفاق رپورٹر)، جامع مسجد شیخانیاں کے خطیب مولانا حبیب الرحمان پر چار افراد کا حملہ۔ مولانا کو مرزائیت کے خلاف آواز اٹھانے پر حملے کا نشانہ بننا پڑا۔ مرزائیت کے خلاف بولتے رہوگے تو قتل کردیئے جاؤگے۔ ملزموں کی طرف سے مولانا حبیب الرحمٰن کو دھمکی۔

پنجاب میں مذکورہ واقعات کے علاوہ جو واقعات رونما ہوئے ان کی تفصیل مختصراً پیش خدمت ہے۔

(۱) فیصل آباد شہر کے چک ۱۲۱ ر ب میں قادیانیوں نے دو مسلمانوں کو زخمی کردیا مذکورہ نوجوانوں کو جب ہسپتال میں داخل کیا گیا تو ان کی تیمار داری کی غرض سے آنے والے مسلمانوں پر فائرنگ کی گئی۔

(۲) موضع ماکھ چین کے ایک ہائی سکول میں ایک قادیانی ٹیچر کے اشارہ پر قادیانیوں نے ایک عربی ٹیچر مولانا احمد علی پر قاتلانہ حملہ کیا۔

(۳) سرگودھا کے ایک چک میں مسلمان نوجوانوں کی ایک جماعت جو تبلیغی گشت پر جارہی تھی کو قادیانیوں نے آتشیں اسلحہ سے ان پر حملہ کردیا (مندرجہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی جلد نمبر ۸ شمارہ نمبر ۱۰)

متفرق وارداتیں اور قادیانیت

یہ تمام واقعات ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت کے پاس بڑی تعداد میں جدید اسلحہ پہنچ چکا ہے وہ ایک تشدد پسند دہشت گرد تنظیم بن چکی ہے۔ جو ملک و ملت کے لیے انتہائی خطرناک ہے سابق صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے سیالکوٹ میں ایک سیرت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا ایک بیرونی طاقتیں تخریب کاری کے لیے افغان مہاجرین کے بھیس

باقی صفحہ ۳۰ پر

مسیح دجال مرزائے قادیانی

حلیمہ رحمٰن، لورالائی

مسیح دجال مسیلمہ پنجاب کی حقیقت ہر مسلمان کو معلوم ہے اس کی اپنی ہی کتابوں میں اس کی اپنی تکذیب موجود ہے دروغ گو را حافظہ نباشد کے مصداق وہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے کئی جھوٹ بولتا ہے مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پیشتر اس نے اپنے آپ کو مریم بھی کہا پھر اپنے بطن سے عیسیٰ ابن مریم بن کر پیدا ہوا ذیل میں اس کی اپنی تحریر خود اس کی تکذیب کرتی ہے

اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ

جناب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان سے

دردمندانہ اپیل

○ قادیانی آئین و قانون سے بغاوت کرکے خود کو مسلمان ظاہر کر رہے ہیں۔

○ مبینہ طور پر الجزائر، ترکی، جاپان، رومانیہ میں آپ کے دورِ اقتدار میں قادیانی سفیر براجمان ہیں۔

○ یونیسکو میں ڈپٹی سیکرٹری قادیانی متعین کیا گیا۔

○ آپ نے اپنے حالیہ دورہ (جون ۹۲ء) میں لندن جاکر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی عیادت کی۔ یہ وہ کمبخت ہے جس نے ۷۴ء میں قادیانی غیر مسلم اقلیت کی قرارداد کے پاس ہونے پر پاکستان کی سرزمین کو لعنتی قرار دے کر پاکستان کی ملازمت و رہائش ختم کردی تھی۔ ایسے باغی سے آپ کا ملنا اسلامیانِ عالم سے ناروا زیادتی ہے۔

○ فوج کے ایک افسر نصیر قادیانی کو آپ کے دور میں ترقی سے نوازا گیا اور آگے پوری فوج پر چھا جانے کیلئے قادیانی راستہ کھل گیا۔

○ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کے حق میں چاروں صوبائی حکومتوں کی رپورٹیں آچکی ہیں۔

○ اسلامی نظریاتی کونسل اپنی مطبوعہ سالانہ رپورٹ برائے ۷۶-۱۹۷۷ء کے صفحہ ۱۵۳ پر سفارش ۲۳ میں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کی سفارش کرچکی ہے۔

○ وفاقی وزارت مذہبی امور نے اسپیشل پیغام تحریری نمبری ۲۸، اے۔ڈی۔جے ۹۲ میں اسکے حق میں زوردار رپورٹ سفارش کی ہے۔

○ وفاقی وزارت داخلہ اور وزارت قانون نے مذہب کے خانے کے اضافے کی تجویز پاس کی۔

○ قومی و دینی رہنماؤں نے آپ سے اور صدر مملکت سے بالمشافہ اس کا مطالبہ کیا۔ اخبارات گواہ ہیں کہ صدر مملکت نے انھیں یقین دہانیاں اور صریح وعدے فرمائے۔

○ تمام مکاتب فکر کی دینی جماعتوں کا یہ ایک متفقہ مطالبہ ہے:

○ اسلام کے نام پر برسرِاقتدار آنے والی حکومت مذہب کے نفاذ کے وعدے کا ایفا تو درکنار صرف لفظ مذہب شناختی کارڈ میں درج کرنے سے گریزاں ہے۔ آخر کیوں؟

حق تعالیٰ آپ کو امتِ مسلمہ کے جذبات کے احترام کی توفیق بخشیں۔ آمین

آل پارٹیز مرکزی مجلسِ عمل تحفظ ختمِ نبوت پاکستان

میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا (کشتی نوح صفحہ ۸۷ تا ۸۹ سے ماخوذ)

احادیث کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق میں ہونا ہے نہ کہ پنجاب میں اب اس مسیلمہ پنجاب نے دمشق کی تاویل میں حاشیہ ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ پر اس طرح لکھا ہے۔

واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے۔

دوسری اہم بات احادیث میں یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو لد کے دروازے پر قتل کریں گے اب لُد کو مسیلمہ پنجاب نے لدھیانہ کہا اور قتل دجال کی تشریح اس طرح کہ اشرار کی مخالفت کے باوجود اس کی بیعت ہوئی غرض اس کاذب کی تحریروں میں سے مشتے نمونہ از خروارے حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس دجال کے شر سے محفوظ رکھے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور احکامات پر چلنے کی توفیق عطا کرے (آمین)

ایجنسی ہولڈرز متوجہ ہوں!

ہفت روزہ ختم نبوت کے ایجنسی ہولڈرز کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بقایاجات وغیرہ کے سلسلے میں مولانا اللہ وسایا صاحب کو ذمہ دار مقرر کیا گیا ہے لہٰذا آپ حضرات اس سلسلے میں اپنا رابطہ مولانا اللہ وسایا صاحب سے رکھیں۔

مولانا عزیز الرحمٰن۔ مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔

ختم نبوت زندہ باد
قادیانی مُردہ باد

بقیہ: مساجد کے آداب

میں حضرت انسؓ کی یہ حدیث پیش کی ہے، ارشاد رسالتؐ ہے:۔

ترجمہ:۔ جو شخص اللہ سے محبت رکھنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ مجھ سے محبت کرے، اور جو مجھ سے محبت کرنا چاہے اس کو چاہئے کہ میرے صحابہ سے محبت کرے، اور جو صحابہ سے محبت رکھنا چاہے اسے چاہئے کہ قرآن سے محبت کرے اور جو قرآن سے محبت رکھنا چاہے اس کو چاہئے کہ مسجدوں سے محبت کرے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور ان میں برکت رکھی ہے وہ بھی بابرکت ہیں، اور ان کے رہنے والے بھی بابرکت۔ وہ بھی اللہ کی حفاظت میں ہیں اور ان کے رہنے والے بھی حفاظت میں ہیں۔ وہ لوگ اپنی نمازوں میں مشغول ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے کام بناتے ہیں اور حاجتیں پوری کرتے ہیں۔ وہ مسجدوں میں ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے پیچھے ان کی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (قرطبی)

مساجد بہترین جگہیں ہیں!

حضرت امامہ باہلیؓ سے ایک روایت ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے، جس کا آخری حصہ ہے۔

شرّ البقاع اسواقها وخير البقاع مساجدها. (کذا فی المشکوٰۃ ص۷۱)

اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں!

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم احبّ البلاد الی الله مساجدها وابغض البلاد الی الله اسواقها۔

(مسلم، کذا فی المشکوٰۃ ص۷۱)

ترجمہ:۔ جگہوں میں سب سے بدتر جگہ بازار ہے اور جگہوں میں سب سے بہتر جگہ مساجد ہیں۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام جگہوں میں سب سے زیادہ محبوب جگہ مساجد ہیں اور تمام جگہوں میں سب سے مبغوض جگہ بازار ہیں۔

مسجد کے آداب! مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے:۔

اللّٰهم افتح لی ابواب رحمتك۔ مسجد میں پہنچنے پر اگر کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھے تو انہیں سلام کرے اور کوئی نہ ہو تو السلام علینا وعلی عباد الله الصالحين کہے۔ یہ سلام اس صورت میں ہے جبکہ حاضرین مسجد نفل نماز یا تلاوت و تسبیح وغیرہ میں مشغول نہ ہوں۔ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔ جب کہ وقت مکروہ نہ ہو۔ مسجد میں خرید و فروخت نہ کرے۔ مسجد میں لین دین کا معاملہ یا مزدوری وغیرہ طے کرنا مکروہ ہے لیکن ہبہ وغیرہ کرنا درست ہے۔ عقد نکاح مسجد میں مستحب ہے۔ مسجد میں تیر تلوار وغیرہ نہ نکالے۔ مسجد میں گم شدہ کی تلاش اور اعلان مکروہ ہے۔ مسجد میں آواز اونچی نہ کرے، مسجد میں اونچی آواز سے ذکر کرنا جس سے نمازیوں کو پریشانی ہو یا سونے والوں کی نیند اچاٹ ہو جائے تو مکروہ ہے، ورنہ نہیں۔ اور مسجد میں اونچی آواز سے جائز بات چیت کرنا مکروہ ہے اگر ناجائز کلام ہے تو مکروہ تحریمی ہے، جبکہ مسجد میں آنے کی غرض عبادت ہو، ورنہ بات چیت کرنے کے لئے مسجد میں آنا مطلقاً مکروہ ہے۔ مسجد میں بیٹھنے کی جگہ میں کسی سے جھگڑا نہ کرے۔ جہاں صف میں جگہ نہ ہو وہاں گھس کر لوگوں پر تنگی نہ کرے۔ کسی نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔ مسجد میں تھوکنا یا ناک صاف کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا مسجد کو تھوک، بلغم اور رینٹ سے پاک رکھنا واجب ہے۔ خواہ فرش پر ہو یا دیوار پر۔ چٹائی کے اوپر ہو یا نیچے۔ خواہ فرش مٹی کا ہو یا پختہ۔ اس پر فرش بچھا ہوا ہو یا نہ۔ مسجد میں انگلیاں نہ چٹخائے۔ بدن کے کسی حصے سے کھیل نہ کرے۔ چھوٹے بچے یا مجنون کو ساتھ نہ لے جائے۔ اگر گمان غالب ہو کہ مسجد کو نجس کریں تو مکروہ تحریمی ہے ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔ مسجد میں کثرت سے ذکر کرے۔ ایسے اشعار پڑھنا جس میں کسی کی مذمت ہو یا بے ہودہ باتیں ہوں

حرام ہے۔ قامت و رخسار اور زلف و کمر کا ذکر ہو تو مکروہ ہے جب کہ خواہشات میں ہیجان پیدا نہ ہو اور اگر ہیجان ہو تو فعل حرام ہے۔ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے مگر کسی سائل کو کچھ دینا مکروہ ہے۔ مسجد کی دیواروں کو تحریر سے خالی رکھنا چاہئے۔ مسجد کی محراب اور قبلہ رخ دیواروں کو سونے کے پانی سے منقش کرنا جب کہ مال حلال سے ہو مکروہ ہے اگر مال حرام یا مال وقف سے ہو تو حرام ہے۔ اگر ظالموں کے ہاتھوں مال وقف کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو یا اس طرح خرچ کرنے میں عمارت کی حفاظت ہوتی ہو یا وقف کرنے والا خود کرلے تو مضائقہ نہیں۔ بغیر کسی عذر کے مسجد سے گذرنا مسجد کو راستہ بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ مسجد میں سونا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی مسافر ہو یا معتکف ہو تو مکروہ نہیں۔

بقیہ : اصحاب رسولؐ

جبرائیل اور بزبان محمد صلی اللہ علیہ وسلم صدیق نام رکھا ہے

(نزہتہ المجالس صفحہ ۲۵۳ حصہ دوم)

جو بات اللہ نے رسولؐ کی طرف وحی کی وہی ابوبکرؓ کے دل میں ڈالی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ نے میرے سینے میں کوئی شے نہیں ڈالی جو میں نے ابوبکرؓ کے سینہ میں نہ ڈالی ہو۔

(نزہتہ المجالس صفحہ ۳۵۵)

اللہ کا وعدہ جنت عدن میں وہ

داخل ہوگا جو ابوبکرؓ کا محب ہوگا

بروایت حضرت عمرؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب وہ رات آئی جس میں ابوبکرؓ پیدا ہوئے تھے تو تمہارے رب نے جنات عدن پر تجلی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اپنی عزت و جلال کی قسم تجھ میں اسی کو داخل کروں گا جو اس بچے سے محبت کرے گا۔

(نزہتہ المجالس صفحہ ۳۵۶)

اہل کتاب کے ہاں حضرت

عمرؓ اور رسولؐ کی مبارک

تصویر

حضرت جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ میں شام کی طرف تجارت کی غرض سے نکلا جب میں ملک شام کے قریب پہنچا تو اہل کتاب میں سے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے ملک میں کوئی شخص نبی آیا ہوا ہے۔ میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا کہ کیا تم اس کی تصویر پہچان سکتے ہو۔ اس نے کہا ہاں تو وہ مجھے اپنے گھر میں لے گیا جس میں تصویریں تھیں مگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی تصویر نہیں دیکھی۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ ایک اور شخص آیا۔ اس نے کہا کیا بات ہے؟ ہم نے خبر دے دی تو وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھی اور دیکھا کہ تصویر میں ایک شخص نبیؐ کے پیچھے کھڑا ہوا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے جو ان کے پیچھے جو انہیں تھامے کھڑا ہے۔

اس نے کہا یہ نبی تو نہیں ہے لیکن اگر ان کے بعد کوئی نبی ہوتا تو یہی ہوتا۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن یہ ان کا جانشین ہوگا۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۲ جلد ۲)

بقیہ : مولانا محمد حسین بہاری

جب ابوداؤد شریف کا سبق ختم ہوا تو آخری نصیحت کرتے ہوئے جو آپ نے فرمایا وہ آج تک میرے حافظہ میں نقش ہے۔ آپ نے فارغ ہونے والے طلبہ سے فرمایا «ایھا الجہلاء» یہ خطابی جملہ سن کر سارے طلبہ حیران رہ گئے۔ کہ ہم تو فارغ التحصیل ہو رہے ہیں اور حضرت جاہل فرما کر خطاب فرما رہے ہیں! فوراً ہی حضرت نے کہا کہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ واقعتاً ابھی تک تم لوگ جاہل ہو کیونکہ تم لوگوں میں ایک خامی اور ایک کمی ہے۔ خامی تو یہ ہے کہ دورہ پڑھ کر تم سمجھ بیٹھے کہ ہم تو عالم ہو گئے حالانکہ حقیقی طالب علمی اب شروع ہوئی ہے۔ جہل کی ایک وجہ یہ ہوئی۔ اور کمی یہ ہے کہ جو کچھ تم نے پڑھا اور معلومات حاصل کیں اس پر عمل بھی ضروری ہے اور جب تک عمل نہیں تو یہ علم معتبر نہیں جیسا کہ شیطان کا علم بیکار ہے کہ اس نے عمل نہیں کیا۔ ان دو باتوں کی وجہ سے میں جہلاء کہہ کے تم لوگوں کو خطاب کیا ہے۔ لہٰذا تواضع کی صفت اپنا کر مزید سے مزید علم حاصل کرنے کی جدوجہد جاری رکھنا اور جو کچھ حاصل ہوا ہے اس پر عمل کی کوشش کرنا۔

یہ نصیحت واقعی بڑی عظیم ہے۔ حضرت مرحوم کی باتیں اور آپ کے اطوار و اخلاق رہ رہ کر ذہن پر ابھرتے ہیں لگتا ہے کہ حضرت اب بھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔

وہ کب کے آئے چلے گئے بھی، نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں وہ پھر رہے ہیں یہ آرہے ہیں وہ جا رہے ہیں۔

آپ کے علمی کمالات کی وجہ سے آپکو «فخر بہار» کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ نے علم و افادہ کی قیمتی زندگی کے ۸۰ سال گذار کر ۵ رجب ۱۴۱۲ھ اس دار فانی کو الوداع کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے پسماندگان میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ اللہ رب العزت حضرت مرحوم کو مغفرت کاملہ اور درجات کی بلندی سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

آہ! کیا آئے ریاض دھر میں ہم کیا گئے!!!
زندگی کی شاخ سے پھوٹے، کھلے، مرجھا گئے

جزاہ اللہ خیراً عنا و عن جمیع المسلمین۔

بقیہ : اداریہ

۹۔ جنہوں نے منزل گاہ سکھر کی جامع مسجد میں صبح کی نماز کے وقت بم پھینکا۔ دو مسلمانوں کو شہید کیا اور مسجد کی بے حرمتی کی۔

۱۰۔ جنہوں نے سندھ میں ریلوے لائنیں اکھاڑیں۔ اسٹیشن جلائے اور پھر دو ٹرینوں کو خطرناک حادثے سے دوچار کیا جس میں سینکڑوں عوام جاں بحق ہوگئے۔

یہ گروہ جس کے مذکورہ بالا نظریات اور عزائم ہیں قادیانی گروہ ہے اور درگاہ بائجی شریف کے واقعہ کے ذمہ دار صرف اور صرف قادیانی ہیں جن کا مقصد عوام میں عدم تحفظ کا احساس پیدا کرنا نیز دہشت گردی اور تخریب کاری کرکے سندھ کو پاکستان سے الگ کرنا اور اپنے پیشوا مرزا طاہر کے پروگرام کو (جسے پیشگوئی کا نام دیا گیا ہے) عملی جامہ پہنانا ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ درگاہ بائجی شریف کے واقعہ پر مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں غور کرے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام

مقام مسلم آباد
صدیق آباد ~~دبکوہ~~

گیارھویں سالانہ
عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

بتاریخ:
۸،۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء
مطابق
ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
بروز جمعرات

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

الحمد للہ یہ گیارہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سابقہ روایات کو اپنے دامن میں لیے پورے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔

اس کانفرنس میں نہ صرف پاکستان کے بلکہ دنیا بھر کی اہم شخصیتیں، ممتاز علماء کرام و مذہبی اسکالر نامور خطیب اور تمام مکاتب فکر کے نمائندے شرکت فرمائیں گے۔

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی پُر زور اپیل ہے

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان
فون نمبر ۴۰۹۷۸